بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامۂ اُردو

ریویو آف ریلیجنز
(قادیان)

(یعنی)

دنیا کے مذاہب پر نظر

مُہتمم

علی محمد اجمیری

Digitized by Khilafat Library

بابت ماہ محرم الحرام ۱۳۵۹ھ مطابق ماہ مارچ ۱۹۴۰ء

ماہِ امان ۱۳۱۹ ہش

جلد ۳۹ عدد ۳

Digitized by Khilafat Library

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اُردو) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے سنہ ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیش نظر جاری فرمایا تھا:۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے، اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے، تو بر وقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرونِ ہند تین روپے اور بیرونِ ہند چار روپے ہے۔ طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ داری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیل زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اُردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلہ ہونیکے اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں، اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے، اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے:۔

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	پانچ روپے	تیرہ روپے	چوبیس روپے	پینتالیس روپے
نصف صفحہ	تین روپے	آٹھ روپے	چودہ روپے	پچیس روپے
ربع صفحہ	دو روپے	پانچ روپے	نو روپے	پندرہ روپے

{ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ }

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ

ماہنامہ

ریویو آف ریلیجنز (اُردو)

:- یعنی -:

Digitized by Khilafat Library

دُنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۳۹ | ۲۱ محرم الحرام سنہ ۱۳۵۹ھ مطابق یکم مارچ سنہ ۱۹۴۰ء | نمبر ۳

فہرست مضامین

سچا مذہب کونسا ہے؟	ص۲	حضرت مسیح موعود علیہ السلام
اداریہ	ص۳	ایڈیٹر
میری قبولِ اسلام کی کہانی	ص۷	حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب سابق جگت سنگھ
مَیں نے کیوں اسلام قبول کیا؟	ص۱۱	مسٹر عبداللہ آر۔ اسکاٹ۔
مَیں اسلام کو کیوں مانتا ہوں؟	ص۱۶	حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ
مَیں مسلمان کیوں ہُوا۔	ص۳۲	جناب ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی۔ اے سابق مہر سنگھ
مَیں ہندو سے احمدی کیوں ہُوا	ص۴۱	جناب پروفیسر عبداللہ بن سلام سابق رودر دیو شاستری

Digitized by Khilafat Library

سچّا مذہب کونسا ہے؟

(از سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام)

"جس دل میں یہ خواہش اور یہ طلب نہیں، کہ خدا کا مکالمہ ومخاطبہ یقینی طور پر اس کو نصیب ہو، وہ ایک مُردہ دل ہے"۔۔۔ "اور جس دین میں یہ قوت نہیں، کہ۔۔۔۔۔ اپنے سچے پیروؤں کو خدا کا ہمکلام بنادے وہ دین منجانب اللہ نہیں، اور اس میں راستی کی رُوح نہیں۔ ایسا ہی جس کسی نبی نے اس راہ کی طرف لوگوں کو نہیں چلایا، کہ خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ کے طالب ہوں، اور کامل معرفت کے خواہاں ہوں، وہ نبی بھی خدا کی طرف سے نہیں ہے، اور وُہ خدا پر افترا کرتا ہے، کیونکہ انسان کا عظیم الشان مقصود جس سے وہ گناہوں سے نجات پا سکتا ہے، یہی ہے، کہ خدا کی ہستی اور اسکی سزا جزاء پر اس کو پورا یقین آئے، مگر اس غیب الغیب خدا پر کیونکر یقین حاصل ہو، جب تک اس کی طرف سے اَنَا الْمَوْجُوْد کی آواز نہ سُنی جائے، اور جب تک کہ انسان اس کی طرف سے کھُلے کھُلے نشان مشاہدہ نہ کرے، کیونکر اس کی ہستی پر یقین کامل آوے۔ عقلی دلائل سے خدا کے وجود کا پتہ لگانا صرف اس حد تک ہے، کہ عقلِ سلیم زمین اور آسمان اور ان کی ترتیب ابلغ اور محکم کو دیکھکر یہ تجویز کرتی ہے، کہ ان مصنوعات پُر حکمت کا کوئی صانع ہونا چاہیئے، مگر یہ دکھلا نہیں سکتے، کہ فی الحقیقت صانع ہے بھی، اور ظاہر ہے کہ ہونا چاہیئے صرف ایک خیال ہے، اور "ہے" ایک امرِ واقع کا ثبوت ہے، اور دونوں میں فرق کھُلا کھُلا ہے، یعنی پہلی صورت میں صرف ضرورتِ صانع بتلائی گئی ہے، اور دوسری صورت میں اسکے فی الواقع موجود ہونیکی شہادت دی جاتی ہے، غرض اس زمانہ میں کہ مذاہب کی باہمی کشاکش کا ایک تُند و تیز سیلاب چل رہا ہے، طالبِ حق کو اس اصل مقصود کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے، کہ مذہب وہی سچا ہے، جو یقین کامل کے ذریعہ سے خدا کو دکھلا سکتا ہے، اور درجہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیّہ تک پہنچا سکتا ہے، اور خدا کی ہمکلامی کا شرف بخش سکتا ہے، اور اس طرح اپنی روحانی قوّت اور رُوح پرور خاصیّت سے دلوں کو گناہ کی تاریکی سے چھُڑا سکتا ہے، اور اسکے ۴۴

۴۴ سوا سب دھوکہ دینے والے ہیں" (لیکچر لاہور صفحہ ۱۶)

اداریہ :-

یوم التبلیغ | یوں تو ایک حقیقی احمدی کا یہ فرض ہے، کہ وہ تبلیغِ اسلام کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دے، اور ہر وقت اسلام کو چار دانگ عالم میں پھیلانے کی دُھن میں لگا رہے، کیونکہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی آمد اور جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض ہی یہ ہے، کہ دنیا میں اشاعتِ اسلام کی جائے۔ لیکن نظارت دعوۃ وتبلیغ سلسلہ احمدیہ کی طرف سے ہر سال ایک خاص دن بھی غیر مسلموں میں تبلیغ کی غرض سے مقرر کیا جاتا ہے، جس میں جماعت کے افراد کو یہ ہدایت ہوتی ہے، کہ وہ اپنے تمام دنیاوی کاروبار کو چھوڑ کر سارا دن اسلام کا پیغام پہونچانے کے لئے وقف کریں۔ گویا سال میں کم از کم ایک دن ضرور ایسا ہونا چاہیئے، جس میں صرف تبلیغ اسلام کا مقدس فریضہ ادا کیا جائے۔

Digitized by Khilafat Library

یہ "یوم التبلیغ" کئی سال سے بڑی کامیابی سے منایا جاتا ہے، اور دُنیا میں جہاں جہاں احمدیہ جماعتیں قائم ہیں، اس دن بڑے اہتمام سے تبلیغ اسلام کا فرض ادا کیا جاتا ہے۔ لوگوں کے گھروں پر جاکر ملاقاتوں کے ذریعہ انفرادی تبلیغ کے علاوہ بعض جگہ پبلک جلسے منعقد کرنے کا انتظام بھی کیا جاتا ہے، جن میں غیر مسلموں کو شمولیّت کی دعوت دیکر اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ کے ماتحت اسلام کے فضائل و محاسن پر تقریریں کی جاتی ہیں۔ نیز لٹریچر کی اشاعت بھی بکثرت کی جاتی ہے۔ غرضیکہ ہر رنگ میں پیغامِ حق پہونچایا جاتا، اور ایک ہی دن میں لاکھوں نفوس کو اسلام کی پاکیزہ تعلیمات سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

امسال نظارت دعوۃ وتبلیغ نے یہ دن ۳ مارچ کو منانے کا اعلان کیا ہے۔ اس موقعہ کی مناسبت سے ہم زیر اشاعت نمبر میں چند ایسے اصحاب اور بزرگوں کے مضامین شائع کر رہے ہیں، جو پیدائشی طور پر غیر مسلم تھے، اور انہیں جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام میں داخل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ انہوں نے اپنے اپنے مضامین میں اپنے مختصر حالات زندگی کے علاوہ اپنے قبولِ اسلام کے وجوہ بیان کرنے کے ساتھ اس امر پر بھی روشنی ڈالی ہے، کہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد انہیں مذہبی اور روحانی کیا فوائد اور تجارب حاصل ہوئے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library

یوں تو آجکل قریبًا ہر مذہب کے ماننے والے غیر مذاہب کے لوگوں کو اپنے مذہب میں شمولیّت کی دعوت دیتے ہیں، اور ہم آئے دن یہ خبریں سُنتے رہتے ہیں، کہ فلاں مذہب میں اتنے لوگ داخل ہوئے، اور فلاں مذہب کو اتنے لوگوں نے قبول کر لیا۔ لیکن سوال یہ ہے، کہ کتنے لوگ ہیں، جو مذہب کی تبدیلی سوچ سمجھکر معقول وجوہات کی بناء پر کرتے ہیں؟ اور پھر اس سے بھی بڑھکر اہم سوال یہ ہے، کہ انہیں تبدیلیٔ مذہب کے بعد حاصل کیا ہوتا ہے؟ کیا وہ مذہب کی اصل غرض کو پا لیتے ہیں؟ یا اس کی تلاش ہی میں ان کی ساری عمر گزر جاتی ہے، اور وہ آخری دم تک یقین سے یہ نہیں کہہ سکتے، کہ انہیں مذہب کا حقیقی مقصد حاصل ہو گیا ہے۔

مذہب کی حقیقی غرض خدا تعالےٰ کی رضا اور اس کے وصال کا حصول ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی رضا اور اس کے وصال کے حصول کے علامات و آثار دعاؤں کی قبولیّت اور شرف مکالمہ ومخاطبہ الٰہیّہ ہیں۔ ایک زندہ مذہب کی نشانی یہی ہے، کہ اس پر چل کر انسان کو خدا تعالےٰ سے ایسے قرب کا مقام حاصل ہو جائے، کہ وہ اس پر اپنا کلام نازل کرے، اس کی دعاؤں کو سُنے، اور اس کی مدد و نصرت فرمائے۔ اگر کسی مذہب پر چلنے سے یہ فوائد حاصل نہیں ہوتے تو ماننا پڑیگا، کہ وہ مذہب مُردہ ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں بار بار اس بات کو مخالفین اسلام کے سامنے پیش کیا، کہ صرف اسلام ہی میں زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں، اور اس کے مقابلہ میں دیگر مذاہب مُردہ ہیں، کیونکہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے، جس پر چل کر انسان خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا کر سکتا ہے" اور اس زمانہ میں اسلام کی زندگی کا ثبوت پیش کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا ہے، وہ میری دعاؤں کو سُنتا، مجھ پر اپنا کلام نازل کرتا، اور میری مدد و نصرت فرماتا ہے۔ چنانچہ آپ کی کتابیں دعاؤں کی قبولیت، الہام الٰہی اور خدائی مدد و نصرت کے نمونوں سے بھری پڑی ہیں۔ اور آپ نے ان امور میں دیگر مذاہب کے لوگوں کو دعوتِ مقابلہ دی، مگر کسی کو میدان میں نکلنے کی جرأت نہ ہوئی، اور اس طرح آپ نے اسلام کو تمام دیگر مذاہب پر غالب ثابت کر دیا۔

Digitized by Khilafat Library

اس میں شک نہیں ہے، کہ کسی مذہب کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے عقلی دلائل بھی مؤثر ذریعہ ہیں، لیکن اگر اس پر چلنے کا عملی نتیجہ بھی نکلے، یعنی انسان کا خدا تعالےٰ سے تعلق قائم ہو جائے، تو یہ ایک ایسی چیز ہے، جو اس مذہب کی سچائی پر حق الیقین پیدا کر دیتی ہے اسلام کے سوا باقی سب مذاہب عملی میدان میں گذشتہ قصوں اور کہانیوں پر بنیاد رکھتے ہیں، یعنی ان کے ماننے والے یہ کہتے ہیں، کہ ہمارے مذہب پر چلنے سے گذشتہ زمانوں میں بڑے بڑے رِشی مُنی بزرگ اور ملہمین پیدا ہوتے رہے ہیں، مگر جب ان سے کوئی زندہ ثبوت مانگا جائے، تو وہ اس مطالبہ کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ لیکن اسلام کا معاملہ بالکل جدا گانہ ہے، اس میں ہر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہتے ہیں، جو اس کی زندگی کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ پس اسلام عملی نتائج کے میدان میں سب مذاہب سے بالا ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد اب آپ کی جماعت میں ہزاروں ایسے لوگ

موجود ہیں، جنہیں خدا تعالےٰ سے قرب کا مقام حاصل ہے، اور ان میں نومسلم بھی شامل ہیں، جو ہندوؤں، سکھوں یا عیسائیوں میں سے اسلام میں داخل ہوئے۔ آئندہ اوراق میں آپ چند ایسے بزرگوں اور اصحاب کے مضامین بطور نمونہ ملاحظہ فرمائینگے۔ پس اسلام ایک زندہ مذہب ہے، جو اپنے پھل ہر زمانہ میں پیش کرتا ہے۔

انعامی مضامین گذشتہ پرچہ میں یہ ذکر کیا گیا تھا، کہ اس سال رسالہ میں چند انعامی مضامین شائع کرنے کی تجویز زیر غور ہے، اور یہ لکھا گیا تھا، کہ اس کے متعلق مفصل سکیم آئندہ پرچہ میں شائع کی جائے گی، لیکن چونکہ ابھی تک بعض وجوہ سے یہ سکیم پایۂ تکمیل کو نہیں پہونچی، اس لئے ہم فی الحال تفصیل شائع کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ امید کی جاتی ہے، کہ اس ماہ میں یہ کام مکمل ہو جائے گا، اور آئندہ اشاعت میں انشاء اللہ اس کا تفصیلی اعلان کر دیا جائے گا۔ ناظرین انتظار فرمائیں ؛

Digitized by Khilafat Library

رسالہ ریویو اُردو کے پُرانے فائل

رسالہ ہذا کے پرانے فائل جن میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہایت قیمتی مضامین چھپتے رہے ہیں، آپ نہایت معمولی قیمت پر یعنی ایک روپیہ فی فائل کے حساب سے خرید سکتے ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ آپ رسالہ کا دو سال کا چندہ مبلغ چھ روپے بھی پیشگی ارسال فرمائیں۔

مینجر رسالہ ریویو اردو۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library

میری قبولِ اسلام کی کہانی

(از حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب سابق جگت سنگھ)

انسان کی فطرت ہمیشہ اچھی چیز کی خواہاں رہتی ہے، اور اس کی ساری عمر اسی فطری تقاضہ کے پورا کرنے میں اس کی بساط کے موافق بسر ہوتی اور گزرتی ہے۔ میری اکیس ۲۱ سال کے قریب عمر ہوگی، جبکہ سردار سُندر سنگھ صاحب ساکن دھرم کوٹ بگہ ضلع گورداسپور نے ایامِ ملازمتِ رسالہ (فوج) میں مجھے اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی۔ وہ سکھوں کی قوم میں سے ہونے کے باوجود اسلام کی بے مثل توحید پرستی کے شیدائی تھے۔ رسالہ ۱۲ جو سیالکوٹ میں انہیں دنوں ملتان سے تبدیل ہو کر آیا تھا، ہمارے اجتماع کا باعث ہؤا، اور وقتاً فوقتاً سرگرم مذہبی مذاکرہ کا بھی قوی سبب بنا۔ میں نے موضع سُرسنگھ ضلع لاہور میں اُردو مڈل پاس کرکے وظیفہ ملنے پر لاہور میں انگریزی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھی کچھ وقت گذارا، اور اکثر ہندوؤں اور عیسائیوں کے مبلغین کی مذہبی تقریریں بھی سُنیں، اور اس نتیجہ کو اپنے ذہن میں اچھی طرح پختہ کر لیا۔ کہ انسان کا جو مذہب بھی ہو اُسی میں رہنا اچھا ہے۔ سب اپنے اپنے مذہب کی تعریفیں کرتے ہیں، اور کہانیوں کے رنگ میں گذشتہ زمانوں میں بزرگوں کی موجودگی قریبًا ہر مذہب ہی میں نظر آتی ہے۔ انسان کس مذہب کی سُنے، اور کس کی نہ سُنے۔

سردار صاحب موصوف نے جب مجھے اسلام کی خوبیوں پر دلائل کے رنگ میں قریبًا ساکت کر دیا، تو اس وقت بھی میں نے ان کو یہی مذکورہ بالا جواب دے کر پیچھا چھوڑانا چاہا۔ انہوں نے چونکہ حضرت مرزا غلام احمدؐ قادیانی مسیح موعودؑ کی اکثر کتب کا مطالعہ کیا ہؤا تھا، اس لئے

وہ ہمیشہ غالب رہتے، ایک دن تنگ آکر میں نے ان سے یوں عرض کی، سردار صاحب! کہانیاں تو آپ ایک طرف رکھیں، جو ہر مذہب میں موجود ہیں، آپ فی زمانہ اسلام میں کسی ایسے بزرگ کا نام لیں، جو مقبولِ ایزد ہو، اس کی دعائیں سُنی جاتی ہوں، وہ خدا تعالےٰ سے مکالمہ کرتا ہو، جواب پاتا ہو، کچھ اس کے معجزات ہوں، تب تو اسلام کی ترجیح قابلِ قبول اور اس بزرگ کی پیروی نفع مند اور خدا نما بن سکتی ہے، ورنہ روز روز اس مذہبی گفتگو میں کسی مذہب کی سچائی اچھی طرح واضح نہیں ہوسکتی، اور قصص ماضیہ تو سب جگہ ہی موجود ہیں۔ سردار سندر سنگھ صاحب نے بلا تامل حضرت مرزا صاحب کا نام لیا، اور آپ کے چند معجزوں اور مقبولِ خدا ہونے کی بھی حقیقت بیان کی۔ میں نے آپ کی تصنیفات کے لئے کھوج لگایا کچھ دیکھیں، اور پہلی رخصت پر ہی جو مجھے رسالہ سے گھر جانے کے لئے ملی، قادیان کا رُخ کیا ایک ہفتہ یا کم وبیش میں قادیان میں رہا۔ اور ایک روز دردمندانہ الحاح کی دعا کے بعد میں نے حضرت خلیفۂ اوّل مولوی نور الدین صاحبؓ سے عرض کی، کیا ایسا بھی ہوسکتا ہے، کہ میں بالفعل حضرت صاحب کی بیعت کرلوں، اور رہوں سکھ مذہب میں ہی۔ آپ نے فرمایا، میں حضرت صاحب سے دریافت کرکے بتاسکتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے حضرت صاحب سے ذکر کیا، تو آپؑ نے فرمایا، کہ ہاں ہم ان کی بیعت لے لیں گے۔ ظہر کی نماز کے بعد آپؑ نے میری بیعت لی، اور دعا کی، یہ ۱۸۹۷ء کی بات ہے۔ دو ماہ کی رخصت میں میں نے اپنے گاؤں میں نماز بھی سیکھی، اور وردو وظائف بھی پڑھتا رہا۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کا درس قرآن بھی واپس رسالہ میں آکر کچھ دن سُنا۔ سکھوں نے بھی اب اپنا واویلا میرے متعلق بزور شروع کیا۔

ایک دن دوپہر کے وقت وضو کرکے میں کچھ پڑھتا پڑھتا سوگیا، تو خواب میں اپنے آپ کو اندھا پایا، گھبرا کر اُٹھا، ظاہری آنکھیں بخیریت تھیں، کچھ تسلّی ہوئی، اور خواب کی تعبیر کے لئے تشویش بھرے دل سے حضرت مرزا صاحب علیہ السّلام کی خدمت میں کارڈ تحریر

Digitized by Khilafat Library

کیا۔ جواب آیا، کہ استغفار بہت کرو، اور دعا کرو، دین کی کمزوری پر دلالت کرنے والا خواب ہے۔ چند دن بعد ایسا ہی ہوا، میرے مکرم بھائیوں کی مہربانی سے درسِ قرآن سے مجھکو روک دیا گیا جو میری روحانی اصلاح کا بہترین ذریعہ تھا حضرت مولوی عبدالکریم صاحب (آپ پر اللہ تعالیٰ رحمت اور فضل کی سدا بارش رکھے) کے درسِ قرآن سے مجھے اب تک یہ حصّہ خوب یاد ہے، کہ جو شخص کسی انسان کے خوف سے نماز کو ٹالتا ہے، وہ بھی مشرک ہے۔ اس فقرے نے مجھ پر بہت اثر کیا ہے مجھے جب اللہ تعالےٰ نے اسلام میں بکلّی داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی، تو آپ ہی نے مجھے سبقاً سبقاً باترجمہ قرآن کریم ختم کروایا تھا۔ جزاہُ اللہُ تعالیٰ فِی الْاٰخِرَةِ خَیْرًا۔

حضرت مرزا صاحب کی مصنفہ توضیح مرام اور فتح اسلام دو کتابیں بھی میں نے پڑھیں، اور مولوی منشی جلال الدین صاحب سے بھی دوسرے چوتھے ملتا رہا۔ جو اُن دنوں رسالہ میں میرمنشی تھے۔ آپ مرزا محمد اشرف صاحب سابق محاسب صدر انجمن احمدیہ کے والد تھے، بڑے متقی اور پرہیزگار تھے، اور مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے بیعت شدہ بھی تھے۔ آپ کا رقیق القلب ہونا اور حضرت صاحب کے متعلق اچھے اچھے تذکرے کرنا میرے دل پر اب تک اثر انداز ہے۔ حضرت صاحب کی دعا اور توجّہ نے روز بروز اسلام کی طرف میرے قدم میں تیزی پیدا کی، اور رسالہ کی بڑھتی ہوئی دنیادی ترقی کو میرے دل میں کوئی بڑی حیثیت پیدا کرنے کی گنجائش نہ دی۔ میری عمر جوانی کی عمر تھی، سوا تین سال کی ملازمت کے اندر اندر لیس دفعدار ہو جانا، اور چند ہی مہینوں میں دفعداری کی اُمیدیں بڑھنا، شادی شدہ ہونا، فوجی کرتبوں میں بڑھے رہنا، انعام حاصل کرنا اور افسروں کی نظرِ عنایت سے محظوظ ہونا یہ سب کچھ مل ملا کر اکثر پریشان کرتے تھے، کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں۔ آخر ایک دفعہ میں نے فضلِ ایزدی سے فیصلہ کی ٹھانی، اور حضرت صاحب کو خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا، کہ کیا میں اسی موجودہ صورت میں اگر اسلامی شعار کو پورا کرتا رہوں، تو میری یہ طرز موجبِ نجات بن سکیگی یا نہیں؟ جواب آیا کہ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ جواب بالکل درست تھا، اور فیصلہ کرنے اور

آئے دن کی پریشانی کو دُور کرنے کے لئے اکیبر کا حکم رکھتا تھا۔ چھپ چھپکر نماز پڑھنا، رسالہ کے مشاغل، اور معززین بھائیوں کا ہر وقت کا ڈرخانہ۔ خدا ایں ہر اسلامی کام کے لئے صفر ہی صفر کا نظر آنا مجھے عملی رنگ میں کافی قائل کر رہا تھا، انہی ایام میں اس اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن کے فضل سے رمضان کا مہینہ بھی آگیا، روزہ رکھنا شروع کیا، عشق اور مُشک تو چھپتے نہیں ہیں ہم جنسوں نے شور مچانا شروع کیا، کہ یہ مسلمان ہے، اس کا بندوبست ہونا ضروری ہے جھٹکہ کا گوشت بار بار کروایا گیا، اور مَیں چیلوں اور کوؤں کے حوالے کر دیتا۔ بس پھر کیا تھا شہادت پر دوسری شہادت بھی آموجود ہوئی۔

ہمارے سکواڈرن اور ٹروپ کے سردار بڑے دانا تھے، انہوں نے ایک رات سمجھایا، اور جھٹکے کے پکے ہوئے گوشت کا نذرانہ پیش کیا، اور کہا کہ اگر آج تم نے کھا لیا، تو پھر ہم کسی آدمی کی شکایت تمہارے خلاف نہیں سنیں گے۔ سکھ ہونے پر یہی کافی شہادت ہے۔ سردار سندر سنگھ صاحب نے تو ذرا سا کھا لیا، اور مَیں وہاں سے رفوچکّر ہو گیا۔ بس صبح کو تو غضب کی آندھی مجھ پر اُمڈ آئی۔ اور کمانڈنگ آفیسر کے کان خوب ہی بھر دیئے گئے۔ وہ بیچارہ پہلے ہی مسلمانوں کا کافی دشمن تھا، اب فوج میں مذہبی چرچا اور سکھوں کی فریاد نے تو اس کو میرے حق میں خوب ہی تیز کر دیا۔ بالآخر مَیں نے استعفا دے دیا، اور بستر باندھکر سیدھا قادیان پہونچا۔ تمام پریشانیاں دُور ہو گئیں، اور خدا تعالےٰ کی ڈھارس نے دل کو ازحد استواری بخشی۔

Digitized by Khilafat Library

بھائی صاحب نے سُنا تو وہ بھی قادیان میں تشریف لائے، اور دوسرے بزرگوں نے بھی یہاں سے لے جانے میں ازحد ہمدردی کا اظہار کیا۔ ان بزرگوں میں میرے تایا صاحب، خُسر صاحب اور چند دیگر رفقاء تھے، ان کی آمد پر مَیں موضع سیکھواں، جو قادیان سے تین میل کے فاصلہ پر ہے، چلا گیا، ہمارا علاقہ عجیب قسم کا شورش پسند ہے، وہاں سیکھواں میں انہوں نے نمبردار سے ملکر زبردستی لے جانے کی ٹھانی۔ میرا عندیہ معلوم کیا گیا، اور یہ جواب

سُنکر کہ مَیں بچّہ بے سمجھ نہیں ہوں، کسی دنیاوی غرض کا گردیدہ بھی نہیں، مَیں خود تمہارے ساتھ چلتا ہوں، کچھ دنوں کے بعد آپ پھر مجھے یہیں پائیں گے، دھوکے سے میں نے اسلام قبول نہیں کیا ہے۔ اس پر تایا صاحب نے اپنے ساتھیوں کو سمجھایا، اور میاں خیرالدین صاحب و امام الدین صاحب احمدیان کے مضبوط عزم نے بھی جب ان کو بے بس بنایا، تو وہ نا امید ہو کر خالی واپس تشریف لے گئے۔ یہ ۱۸۹۵ء کا واقعہ ہے۔

قادیان میں میری خوش قسمتی سے حضرت صاحبؑ۔ استاذی حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ۔ استاذی حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ میرے بہترین خیرخواہ اور معلّم تھے۔ تعلیم و تربیت کے لئے حضرت مولوی نورالدین صاحب کے سپرد کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے سامنے کھڑے ہو کر تاکیدًا ارشاد کیا، اور حضرت خلیفہ اوّلؓ نے بڑی ہی ہمدردی سے (جس کے بیان کرنے سے مَیں بالکل ہی قاصر ہُوں) میرا تعلیمی پہلو باوجود میری بڑی بے اعتنائی کے جتنا بھی ان کے بس میں تھا پُورا کیا۔ اور جتنی کمی رہی، وہ میری طرف سے رہی، نہ کہ اُن کی طرف سے۔ آپ نے قرآنی درس کے علاوہ روزانہ بڑی محنت سے حدیث بھی ختم کروائی۔ اور صرف نحو معانی وغیرہ سے بھی اچھی استعداد بہم پہونچادی۔

ہائی سکول قادیان میں قریبًا ۲۹ سال مَیں نے ٹیچری کا کام کیا، اور اب چند سال سے پنشن پر ہوں۔ روزی کے معاملہ میں میرا توکّل ہمیشہ خدا تعالےٰ کی ذات پر رہا ہے، اور اس نے مجھ پر وُہ وُہ افضال کئے ہیں اور کر رہا ہے، جن کے بیان کے لئے نہ میرے پاس الفاظ ہیں، اور نہ یہاں گنجائش۔ مختصر یہ کہ میں نے اپنی ملازمت، آئندہ دنیاوی ترقی، جائداد اور عزیز و اقارب چھوڑے، تو وہ میرا خود کفیل ہو گیا، اور اس نے مجھے کبھی محتاج نہیں کیا۔ اس نے مجھے ایسے ایسے راستوں سے رزقِ طیّب عنایت فرمایا، جس کا مجھے وہم و گمان بھی نہ ہوتا تھا۔ سچ ہے۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ[1]۔ مَیں نے اپنی زندگی میں اس قرآنی ارشاد کی سچائی کو بارہا آزمایا ہے،

[1] اور جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے، تو وہ اس کیلئے مشکلات سے نکلنے کی کوئی راہ پیدا کر دیتا ہے، اور اسکو ایسی جگہ سے رزق بخشتا ہے جہاں سے ...... گمان بھی نہ ہو۔ (الطلاق ۳-۱)

اور مَیں علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں، کہ جو اللہ پر بھروسہ اور توکّل کرتا اور اپنے تئیں بکلّی اس کے حوالہ کر دیتا ہے، وہ کبھی ضایع نہیں ہوتا۔

اسلام کی تعلیم نے میری رُوح کو کیا کیا تسلّی دی، اس پر مَیں اپنے خالق کا جتنا بھی شُکر کروں تھوڑا ہے۔ مذہبِ اسلام کے رات دن کے مطالعہ سے میری رُوح ہمیشہ فرحت آمیز ہی رہی۔ اس کی کسی تعلیم یا اس کے کسی عمل نے میرے دل و دماغ کو کسی طرح بھی مکدّر اور میرے ضمیر کو کسی رنگ میں بھی شرمندہ اور خجالت آگیں نہیں کیا۔ ایک دفعہ ملازمت کی بڑھتی ہوئی خواہش کو پورا کرنے کے لئے قریبًا ۱۸ سال کی عمر میں جبکہ مَیں مڈل پاس کر چکا تھا، سجدہ میں گر کر آبائی رسم کے مطابق گورو گرنتھ صاحب کے آگے استمداد کے لئے دیر تک پڑا رہا، اور دعا کرتا رہا، لیکن کاغذات کا مجموعہ، جس میں بہت سی نفع مند پند و نصائح بھی کیوں نہ ہوں، انسان کی حاجت روائی کے قابل کس طرح ہو سکتا ہے۔ یہی احساس جو کو کمزور رنگ کا تھا، اُس وقت بھی مجھے اندر ہی اندر ملامت کرتا رہا، اور پھر اس عمر تک اپنی اس نازیبا حرکت کا خیال آنے پر اب بھی مَیں ویسا ہی گھبرانہ سا ہو کر افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ درحقیقت انسان اگر ذرا سا تدبر بھی کرے، تو اس کی عقل میں یہ بات آجائیگی، کہ اِلٰہ ہونے کا حق ربّ المشرق والمغرب ہی کو مل سکتا ہے نہ کہ زمین و آسمان کی کسی دوسری چیز کو۔ آبائی رسوم اور رشتہ داری کی جکڑبندیوں، جھوٹی عزّت، ناموری، ننگ و ناموس کے خیال، قومی دباؤ اور ملک و مال کے لالچ وغیرہ کو اگر سامنے نہ آنے دیا جائے، اور ان کی فانی حیثیت پر گہری نظر رکھ لی جائے، تو زمین و آسمان میں صرف وہ وحدہٗ لاشریک ہی شانِ معبودیت کا اہل ہو سکتا ہے۔ دنیا کی موجودہ مخلوق سے نہ تو کوئی غیر فانی ہے، اور نہ کوئی سدا قائم رہنے والا بایں ہمہ صفاتِ حسنہ موصوف ہے، اور نہ اپنے علم کامل اور اپنی قدرتِ قاہرہ میں بے عیب ہے، اور نہ بے غرض ہو کر دائمی طور سے انسان کی پرورش کا وکیل ہے۔ معبود ہو تو پھر کس بِرتے پر معبود ہونے کا اہل ہو۔ یہی اسلام کی موحدانہ حق پرستی ہے جو تمام مذاہب

میں اسے ممیز کرتی ہے اور نمایاں طور سے پنجوقتہ اعلان سے اسی مفہوم کو اونچی آواز سے دُہرا بھی رہی ہے۔

Digitized by Khilafat Library

معبود کی معرفتِ کاملہ کے لئے خود اس معبود نے بڑا ہی مکمل اور مبرہن قانون نازل کیا ہے، جو انسان کی دنیاوی تمدّنی جنّت کا ذریعہ اور اُخروی لازوال غیر ممنون عطا کا کامل یقین دلاتا رہتا ہے۔ مَیں نے بارہا سوچا ہے، کہ جن اخلاق کا یہ قانونِ ایزدی (قرآن) ہمیں علم دیتا ہے، ان کے مطابق اگر ہم اپنا رویہ اختیار کرلیں، تو ہمارے اخلاق کا قریبًا وہی نمونہ ہوجاتا ہے، جو ہمارے پیدا اور پرورش کرنے والے کے اخلاق کا ہے۔ مثلاً انسان اس کی حد درجہ کی نافرمانی بھی کرتا ہے، اس سے جتنی محبت کرنی چاہیئے، اس کا عشر عشیر بھی اس کے دل میں اس کی محبت کا نام نہیں ہوتا، یہ اکثر اس کی قضاء و قدر کا مقابلہ کرتا ہے، اس سے بدظن رہتا ہے، بعض وقت بڑبڑاتا بھی ہے، اور کسی وقت تو نہایت ہی تیز ہو کر گالی بھی بک دیتا ہے۔ مگر باوجود ان ناشائستہ حرکات کے وہ رحیم داتا ہر وقت اس کی پرورش کے ذخائر اس کے آگے پیچھے، دائیں بائیں، اوپر نیچے، اور اس کے ظاہر و باطن میں جمع کرتا رہتا ہے، جن سے یہ ہر لحہ اپنی حیات اور عیش کے سامان میسّر پاتا ہے، اور ان سے بہرہ اندوز ہوتا ہے۔ نہایت ہی صبر اور حلم اور تحمّل سے وہ ہستی ان مکروہات کے باوجود اپنے احسن اخلاق سے اس کے ساتھ رات دن معاملہ کرتی ہے، اور اس کی ساری زندگی تک کرتی ہے۔ بلکہ ایک لحاظ سے تو گویا تا ابد ہی کرتی رہے گی۔ بس یہی مطالبہ وہ اپنے قانون میں انسان کے اخلاق سے کرتا ہے، اور فرماتا ہے، غصّہ کو پی جایا کرو، عفو سے کام لیا کرو، قصور بخش دیا کرو، اور خوب یاد رکھو، کہ ہم تو صبر کرنے والوں ہی کے ساتھی ہیں، اور اس سلسلۂ پرورش میں جیسے ہم بے غرض ہو کر پرورش کرتے ہیں، تم بھی خود بھوکے رہکر اوروں کا خیال رکھ لیا کرو، اور بطور زکوٰۃ و صدقہ ہمارے ہر قسم کے دیئے ہوئے رزق سے مانگنے والے کو بھی اور نہ مانگنے والے کو بھی خود قیافہ لگا کر دیتے

رہا کرو، دیکھو عدل اور احسان اور صلہ پر نظر رکھنے کے بغیر ہماری مخلوق سے سلوک کرو، کم از کم میرے بندوں سے ویسا ہی برتاؤ کرو، جیسا تم چاہتے ہو، کہ وہ تم سے برتاؤ کریں، جب تم پسند نہیں کرتے کہ تمہاری ماں بہن سے کوئی زنا کرے، تو تم بھی اس قبیح فعل کے قریب تک نہ جاؤ۔ لو اس کا علاج ہم بتائے دیتے ہیں، آنکھیں نیچی رکھا کرو، کھولکر تاڑنا چھوڑ دو۔ تم اپنی بیوی کے ساتھ اپنے حقوق کے لینے میں جو امید رکھتے ہو، وہی امید وہ تم سے بھی رکھتی ہے۔ آنحضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، کہ تم میں زیادہ اچھا وہ ہے، جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہے۔ لین دین میں تمہاری فطرت موازنہ کے پلڑوں میں مساوات کے پہلو کو درگذر نہ کرے۔ ظلم نہ کرو، تا ظلم نہ کئے جاؤ، صلحاء اور راست بازوں کے ساتھی رہو، اپنے معلّمِ خیر کی جو تمہارے لئے مامور من اللہ ہو، ہر چھوٹی بڑی بات میں اطاعت کرو، بادشاہِ وقت اور اس کے مقرر کردہ حکّام کی بغاوت سے بکلّی پرہیز کرو، ورنہ فساد پیدا ہوگا، جس کو وہ حقیقی بادشاہ ہرگز ہرگز پسند نہیں کرتا ہے۔ مُنہ سے جب نکالو اچھا کلمہ ہی نکالو، بُری بُری تدبیریں اور منصوبہ بازیاں بالآخر الٹ پڑتی ہیں، ان سے پرہیز کرو، ناجائز مال سے اجتناب کرو، اپنے پیدا کرنے والے سے سب دُنیا اور سب آخرت کی نعماء سے زیادہ محبت کرو، صبح سے دن ڈھلنے تک، اور زوال سے غروب آفتاب تک، اور آدھی رات سے کچھ پہلے تک اس کی یاد میں رہو، اور صبح صادق سے پہلے بھی تہجّد گذار ہو، اخلاص، فرمانبرداری اور تقوائے شعاری سے مسلمِ حنیف رہ کر تمام زندگی بسر کرو، اور مرنے سے پہلے پہلے ہر حال میں اپنے مولے پر بدظنی سے بچو، جس غرض کے لئے تمہاری پیدائش ہوئی ہے، اس کو کسی وقت بھی نظر سے اوجھل نہ کرو، اسی لئے ہم ہر قسم کا نشہ تم پر حرام کرتے ہیں، ہمارے ایسے عبد ہو، گویا کہ تم ہر وقت ہم کو دیکھ رہے ہو، اور خوب یاد رکھو، ہم آنکھوں کی خیانت اور سینے کی مخفی باتوں سے بھی اچھی طرح باخبر ہیں، اس لئے مخلوق سے عہد اور لین دین میں خیانت کا وتیرہ اختیار نہ کرو، اور نہ میرے عہدوں کو بھولو، اور ان میں کسی قسم کی خیانت

بھی نہ کرو، دنیا تمہارے لئے آخرت کی دائمی خوش زندگی کا سرمایہ ہے نہ کہ اصلی زندگی کا گھر، پس آخرت کے لئے، جو اصل حیات کا گھر ہے، نیک عملوں کا ذخیرہ جمع کرو، تمہاری زندگی اور پیدائش ہم نے عبث اور محض کھلونے کی سی نہیں بنائی ہے، بلکہ تمہارا ہر اچھا اور بُرا عمل میزان میں رکھا جائے گا، اور انہیں اعمال سے تمہاری آخرت کی منزل اچھی یا بُری صورت میں تیار ہوسکیگی، انابتِ قلب سے رہو، اور میرے بابرکت اسماء سے تمہاری زبان ہر وقت تر رہے۔

الغرض یہ ہے قانونِ ایزدی (قرآن مجید) کے مفہوم سے کچھ حصّہ، جس کی خوبصورتی اور فطرتِ صحیحہ کے مطابق ہونے نے مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا، اور جس پر عمل نہ کرنے سے میرے سینکڑوں بھائی شراب پی پی کر برباد ہو چکے ہیں، اور ہزاروں ہیں، جو اپنی سجدہ گاہ غیر اللہ کے سامنے بنا کر اور اس کی صحیح عبادت کے طریق سے بے خبر ہو کر اپنی قیمتی عمر کا سرمایہ ضایع کر رہے ہیں۔ پھر وہ بھی ہیں، جو بات بات میں گالی دیتے ہیں، اور زبان سے بجائے ذکر الٰہی کے وہ فواحش بکتے ہیں جن سے شیطان کے کان بھی گندے ہو جاتے ہیں۔ وہ نماز جس کی ادائیگی کی از حد تاکید بابا نانک صاحب علیہ الرحمۃ نے کی تھی اُسے وہ کیا ادا کرینگے، "اَللّٰہُ اَکْبَر (اللہ بہت بڑا ہے) کی صدا بھی وہ سُننا پسند نہیں کرتے، اور مؤذن کی وہ دُرگت کرتے ہیں جو کسی ناپاک کُتّے کی بھی نہیں کی جاتی۔ یہ ہے وہ زمین و آسمان کے مالک کے نام کی عظمت اور عزّت، جو میرے بھائیوں کے حصّے میں آرہی ہے، بالخصوص میرے علاقہ کے اردگرد اور اسکے نواح میں ناجائز قتل اور خونریزی کے وہ مظاہرے رہتے ہیں، جنکو سُنکر اور دیکھکر عقل حیران رہ جاتی ہے۔ انسان اس مالک کی مِلک ہے، اسکے ہاتھوں کی صنعت ہے، اور اسکی بے مثل صفات کی مقدس صورت ہے، پھر اسکی اس کے خون کی اس کی اشیاء کی عزّت و حرمت میرے بھائیوں کے دل میں جیسی بھی ہے، وہ خود ہی ٹھنڈے دل سے مطالعہ کر لیں، اس کا بار بار دہرانا ضروری نہیں۔

مَیں خدا تعالےٰ کے اس انعام کا کس طرح شکر ادا کروں، کہ اس نے مجھے محض اپنے فضل و کرم سے قرآن مجید کی مذکورہ بالا پاکیزہ تعلیمات پر عمل کرنے اور آنحضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل مسیح موعود علیہ السّلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی توفیق دی، اور جرائم پیشہ لوگوں کی زندگی سے نجات

بخشی۔ ہاں مزید برآں جبکہ ایسے بُرے ماحول سے مخلصی بھی ہو، اور پھر وہ قدوس ہستی اپنے فضل سے اپنے ناچیز بندے کی دعائیں بھی سُنے، اسکو ہر غلطی سے بچائے بھی رکھے، اور اپنی ایمان افروز آواز اور رؤیاء صالحہ اور کھلے کھلے مکاشفات سے اُسے بہرہ اندوز بھی رکھے، اور عمر بھر اسکے ساتھ اس کا ایسا ہی لطف و کرم آج کی نسبت آینولے کل سے بڑھکر ہوتا رہے، تو یہ حالت تو سجدۂ شکر سے کسی طرح بھی سر اٹھانے نہیں دیتی۔ ھٰذَا تَحْدِیْثٌ بِالنِّعْمَۃِ وَّلَا فَخْرَ۔

کیا یہ اسلام کا مجھ پر معمولی احسان ہے، کہ مَیں نے اسی دُنیا میں خدا تعالےٰ کی محبت بھری آواز کو سُنا، اور اس نے اپنی خوشنودی کے نشان کے طور پر کئی باتیں بذریعہ رؤیا، کشف اور الہام قبل از وقت ظاہر فرمائیں۔ اور پھر وہ اسی طرح واقع ہوئیں، جس طرح دکھائی گئی تھیں۔ یہ درحقیقت اسلام کی سچائی اور اس کے منجانب اللہ ہونے کا بڑا نشان ہے، جو چاہے اسے آزما سکتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے، کہ نیّت نیک اور اعمال صالحہ ہوں۔

حضرت مرزا صاحب کے معجزات نے، آپ کی خوش اخلاقی، اجابتِ دعا کی کثرت، صحیح اسلامی علم، پھر آپ کے نفسی تقدس اور آپ کی پیشگوئیوں کی صداقت نے مجھے خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایسا ہی یقین دلایا، گویا کہ میں اسکو ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے پاتا ہوں، جس سے مجھے تہذیبِ اخلاق کے اکتساب میں ہر وقت ہی مدد ملتی رہتی ہے۔ اور میرا ایمان اس بصیرت سے اتنا ترقی پذیر ہُوا ہے کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا۔[1] کا مصداق بن گیا ہے۔ وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔

این سعادت بزورِ بازو نیست — تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مجھ سا خوش وقت اور سعید کون ہے جسکے سامنے ایسا مکمل قانون ہے، جس کے احکام پر حفاظت کرنے سے آخرت کے ہر عذاب سے نجات ملتی ہے، اور یہ دُنیا کی زندگی بھی ہر قسم کے آلام و مصائب سے مصئون و محفوظ رہتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library

[1] مومن وہی ہیں جو اللہ کا نام سُنکر ڈر جاتے ہیں اور جب اُسکی آیتیں پڑھی جائیں، تو ان کا ایمان بڑھتا ہے۔ (انفال-۱)

میں نے کیوں اسلام قبول کیا

(از مسٹر عبد اللہ۔ آر۔ سکاٹ)

بچپن ہی سے میرا میلانِ طبع مذہب کی طرف تھا۔ لیکن جونہی میں بڑا ہوا، مجھے یورپ کے موجود الوقت مذاہب میں سے کسی سے بھی اطمینان حاصل نہ ہوا، اتوار کو صبح کے وقت گرجا جانا اور شام کو سنڈے سکول کی حاضری کا میں ہمیشہ بد دلی سے انتظار کیا کرتا تھا، مجھے یہ ایک قسم کی سزا معلوم ہوتی تھی، کہ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک بنچوں پر بیٹھکر پادری کا لمبا وعظ سُنیں، جو وہ چبا چبا کر کرتا تھا، اور جس میں وہ ہمارے "موروثی" گناہگار ہونے پر بڑا زور دیتا تھا۔ اس کے وعظ کا موضوع ہمیشہ ایک ہی قسم کا اور اس قدر اُکتا دینے والا ہوتا تھا کہ بہت سے سامعین آدھا وعظ ختم ہونے سے بھی بہت پیشتر ہی سو جاتے تھے۔

جب نماز ہونے لگتی، تو میں ہمیشہ خوش ہوتا تھا، اس لئے کہ نماز میں میں گھٹنوں کے بل کھڑا ہو کر اپنے نیم خوابیدہ سر کو اپنے سامنے کے بنچ پر رکھ سکتا تھا۔۔۔ عیسائی نماز اسی طرح ادا کی جاتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library

ایک اور امر جس نے مجھے گرجا کے متعلق متاثر کیا، یہ ہے، کہ امراء کے لئے علیحدہ جگہیں مخصوص ہوتی ہیں، لیکن غرباء کو نسبتاً نچلی سطح پر جہاں بھی جگہ ملے بیٹھنا پڑتا ہے یہ امر ایک یورپین عیسائی کے وقار اور بلند رتبہ کے منافی ہے، کہ اس کے دوسری نسلوں کے ہم مذہب بھائی اس کے ساتھ ایک ہی گرجا میں جا سکیں۔ اگرچہ یہ فرض کیا جاتا تھا، کہ ہم خدا تعالےٰ کے حضور کھڑے ہیں، تاہم عدم مساوات کا یہ دُنیاوی احساس خدائی دربار میں بھی ترک نہیں کیا جا سکتا۔

اس کے مقابلہ میں اسلام کے بلند اصول کو دیکھو، جہاں سب انسان برابر ہیں، اور ایک بادشاہ اور دہقان کندھے سے کندھا لگا کر خدا کے حضور کھڑے ہوتے ہیں، گویا ان کے دل سے ان کے اخلاص اور عبادت الٰہی کے باعث دنیاوی امتیازات کے سب خیالات کلی طور پر مٹ جاتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library

سنڈے سکول میں معلّمہ بچوں کے ایک حلقہ میں بیٹھ جاتی، اور ہمارے کانوں میں یہ کہانیاں ٹھونستی کہ کس طرح ہمارے رب سے پہلے ماں باپ یعنی حوّا اور آدم کو ایک سانپ نے بہکایا، اور پھر رحیم خدا نے ان کے گناہ کی وجہ سے ان پر لعنت کی۔ پھر ایک ہی سانس میں وہ ہمیں یہ بھی بتاتی، کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو قربان کر دیا، تا وہ صلیب پر مر کر اس لعنت کو اپنے اوپر لے لے، اور اس طرح ہمیں گناہ سے نجات دلائے لیکن وہ ہمیں یہ نہ بتا سکتی، کہ آخر یہ اکلوتا بیٹا کس طرح اپنے تئیں اس ساری دنیا کی لعنت کے بوجھ سے نجات دلائیگا۔ اور عجیب تر یہ ہے، کہ عیسائیوں کے خیال کے مطابق جس ہتھیار (صلیب) سے اس کے دشمنوں نے اُسے قتل کیا، وہی ان کے نزدیک سب سے زیادہ مقدس چیز بن گئی ہے، یہ اسے اٹھائے اٹھائے پھرتے ہیں، اور اپنے گرجوں اور گھروں کی دیواروں پر لٹکاتے ہیں۔

ہمارے لئے اس بات پر ایمان لانا ضروری تھا، کہ الوہیت ایک ہونے کے باوجود تین حصوں میں منقسم ہے، یعنی ایک باپ کا دوسرا بیٹے کا اور تیسرا رُوح القدس کا۔ یہ ایک عجیب منطق ہے، جو کبھی میری سمجھ میں نہیں آئی۔ اگلے روز کا ذکر ہے، ایک عیسائی مشنری ڈاکٹر سٹینلے جونس نے اپنی ایک تقریر کے دوران میں خدا کی مشابہت دل دماغ اور رُوح سے بیان کرتے ہوئے کہا، کہ گو یہ تین مختلف چیزیں ہیں، مگر یہ سب اس طرح عمل کرتی ہیں، کہ گویا ایک ہیں۔ لیکن ظاہر ہے، کہ اس تشریح سے کسی صحیح الخیال انسان کی تسلی نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ دل اور دماغ دونوں فانی ہیں، اور رُوح غیر فانی۔

اب ڈاکٹر جونس کی مذکورہ بالا تشریح کا یہ مطلب ہوا، کہ عیسائیت کے خدا کے دو حصے ہیں، ایک فانی اور دوسرا غیر فانی۔ اسلام کی تعلیم اس بارے میں نہایت سادہ، ورعام فہم ہے، اور وہ یہ کہ خدا ایک ہے، اس کی الوہیت میں کوئی اقنوم وغیرہ شریک نہیں ہے۔

اگر عہد نامہ قدیم اور جدید کو دیکھا جائے، تو ان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے، کہ خدا واحد ہے، حضرت موسےٰ نے، جن کی شریعت کو پورا کرنے کے لئے مسیح آئے تھے، کبھی اس بات کا ذکر نہ کیا، کہ قادر مطلق خدا کی بادشاہت کا انتظام آئندہ چل کر کبھی ایک میں تین کے اجتماع سے ہوگا۔

Digitized by Khilafat Library

خدا کا بیٹا کہلانے میں بھی مسیحؑ کی کوئی خصوصیت نہیں ہے، کیونکہ یہ اصطلاح اللہ تعالےٰ نے دوسرے موقعوں پر بھی استعمال کی ہے، مثلاً آدم خدا کا بیٹا (لوقا ۳۸/۳) ابراہیم خدا کا پلوٹھا بیٹا (یرمیاہ - ۹) تمام رسول خدا کے بیٹے (یوحنا ۳۴/۱۰) تمام انسان خدا کے بیٹے (متی ۹/۵-۴۸) روح القدس کی تعریف جو متی ۱۲/۱۲ اور لوقا ۱۵/۱ میں ہوئی ہے، اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے، کہ اس سے مراد خدا کا کلمہ ہے، نہ کہ الوہیت کا تیسرا اقنوم۔

چونکہ میری تعلیم وتربیت عیسائی اعتقادات کے مطابق ہوئی تھی، اس لئے مجھے کبھی یہ خیال بھی نہ گزرا تھا، کہ اپنے مذہب کی چھان بین کرکے یہ معلوم کروں، کہ اس میں کس قدر سچائی ہے، اس لئے سالہا سال تک میں نے اس معاملہ کو اپنی حالت پر رہنے دیا۔ مگر خدا تعالےٰ نے چاہا، کہ میں ہمیشہ اسی حالت میں نہ رہوں، چنانچہ اس نے میری رہنمائی کے سامان مہیا فرما دیئے۔ مجھ میں سب سے پہلی تبدیلی اوائل ۱۹۱۱ء میں ہوئی، جبکہ میں یورپ سے ہندوستان کے لئے روانہ ہوا۔ مئی ۱۹۱۵ء میں مجھے فوجی ملازمت کے سلسلہ میں میسوپوٹیمیا (عراق) جانے کا حکم ملا۔ اور وہاں مجھے عربوں اور کردوں میں سولہ سال تک رہنے کا اتفاق ہوا۔

ہندوستان اور عراق میں قیام کے دوران میں مجھے مختلف مذاہب کو دیکھنے کا موقعہ ملا۔ اس سے میں سوچ میں پڑ گیا، اور میں نے کہا، کہ اگر یہ سب لوگ اپنے تئیں صحیح راستہ پر

خیال کرتے ہیں، تو کوئی غلط راستہ بھی ہونا چاہیئے، کیونکہ سب صراط مستقیم پر نہیں ہوسکتے مختلف مذاہب کی تحقیق کے بعد مَیں اس نتیجہ پر پہونچا، کہ صرف ایک ہی راستہ خدا تک پہونچ سکتا ہے، اور اس کی تلاش میں میری کوششیں بارآور ثابت ہوئیں، جب مَیں نے اسلام کی صداقت کو پالیا۔
مَیں عراق میں تھا کہ ۱۹۲۰ء میں مَیں نے پہلی دفعہ اسلام قبول کیا۔ لیکن مَیں نے دیکھا، کہ اسلام میں مولویوں نے بہت سے ایسے توہمات اور مضحکہ خیز باتیں داخل کر رکھی ہیں، جو قرآنِ کریم کی تعلیم کے بالکل خلاف ہیں، مثلاً مجھے کہا گیا، کہ مجھے اس بات پر یقین رکھنا چاہیئے، کہ زمین چپٹی ہے، اور ایک بیل کے سینگوں پر قائم ہے، اور وہ بیل خود ایک بہت بڑی مچھلی کی پیٹھ پر کھڑا ہے، اور زلزلے اس وجہ سے آتے ہیں، کہ وہ مچھلی کبھی کبھی کروٹ بدلتی ہے۔

اسی طرح مسلمانوں میں سے بعض کا اعتقاد ہے، کہ دعائیں وفات یافتہ بزرگوں کی وساطت سے قبول ہوتی ہیں۔ یہ لوگ عیسائیوں کی طرح حضرت عیسےٰ کو آسمان پر زندہ مانتے ہیں، اور آخری زمانے میں ان کی آمد کے قائل ہیں۔

عورتوں میں یہ عام رواج ہے، کہ اولیاء اور بزرگوں کی قبروں سے پتھر اُٹھا کر اپنے پیٹ پر ملتی ہیں، تا وہ حاملہ ہوجائیں۔ بہت سے بیمار لوگ ان قبروں کے قریب پہروں پڑے رہتے ہیں، تا ان کی بیماری دُور ہوجائے۔ غرض اسی قسم کے اور بہت سے احمقانہ اعتقادات ہیں، جو اسلام کے خوبصورت چہرہ کو بدنما بنا رہے ہیں، لیکن ان کے تفصیلی بیان کی گنجائش نہیں۔ جیسا کہ مَیں اوپر بیان کرچکا ہوں، یہ عقائد قرآن کریم اور احادیث کے بالکل خلاف ہیں۔ ان امور میں موجودالوقت مسلمانوں کی بے کیف عبادت نے مل کر مجھ پر اتنا بُرا اثر کیا کہ اسلام پر میرا اعتقاد بہت حد تک کمزور ہوگیا، اور میری یہ حالت ہوگئی، کہ میں اسلام کو خیرباد کہنے والا ہی تھا، کہ خدا کے فضل نے میری یاوری کی، اور ۱۹۲۵ء میں عراق کے بعض مخلص ہندوستانی مسلمانوں سے میری ملاقات ہوئی۔ ان کے ذریعہ مجھے جماعت احمدیہ کا علم ہوا، اور انہی ایام میں صداقتِ اسلام پر مجھے کامل یقین حاصل ہوا۔

کسی دوسرے مذہب کو جو بالکل نیا اخلاقی آئین رکھتا ہو، اختیار کرنا کوئی آسان بات نہیں ہے، خصوصًا اس حالت میں جبکہ کلیسیا، مسیحی مشنری، عیسائی پریس، تھیئٹر، اور سینما سب کے سب اس مذہب کو بدنام کر رہے ہوں، بہت سے یورپین مسلمانوں کو چونکہ محمڈن کہتے ہیں، اس لئے مَیں دیگر بہت سے لوگوں کی طرح یہ سمجھتا تھا، کہ مسلمان محمد (صلعم) کی پرستش کرتے ہیں، اس وجہ سے ہم انہیں بُت پرست کہتے تھے۔ اسی طرح شروع سے یہ بات میرے کانوں میں پڑ رہی تھی، کہ مسلمانوں کے نزدیک غیر لوگوں کا قتل کرنا کارِ ثواب ہے، اور یہ کہ ابتداء میں لوگوں کو بزورِ شمشیر مسلمان بنایا گیا تھا۔ اس وجہ سے مَیں مسلمانوں کو وحشیوں کی جماعت تصوّر کرتا تھا۔ لیکن اس وقت مجھے یہ خیال کر کے سخت افسوس ہوتا ہے، کہ قرآن کریم کی پاکیزہ تعلیم کو جس کی پاکیزگی اور عظمت گذشتہ چودہ سو سال سے قائم ہے، اور جسے اسلام کے اشد ترین دشمن بھی تسلیم کرتے ہیں، کس طرح مسیحؑ کے ان "حق گو" اور "بے زبان برّوں" نے غلط بیانیوں اور جھوٹے پراپیگنڈے سے گھناؤنا بنا رکھا ہے۔

Digitized by Khilafat Library

حقیقت یہ ہے، کہ مسلمان محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پُوجا نہیں کرتے، ان کو خود اس مقدس انسان نے دن میں پانچ بار یہ اعلان کا ارشاد فرمایا، کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ یعنی مَیں اس امر کی شہادت دیتا ہوں، کہ اللہ کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں ہے، اور مَیں اس امر کی بھی گواہی دیتا ہوں، کہ محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے۔ یہ ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے، کہ ان الفاظ کا مطلب کیا ہے۔

اس کے مقابلہ میں عیسائیّت کو دیکھو، جو ہمیں ایک کمزور انسان کو، جس میں اتنی بھی رُوحانی قوت نہ تھی، کہ لعنتی موت کو اپنے اُوپر سے ٹال سکتا، خدا کا بیٹا، نہیں بلکہ خدا ماننے پر مجبور کر رہی ہے۔

اسی طرح قرآن کریم میں کہیں یہ حکم نہیں ہے، کہ مسلمان کافروں کو قتل کریں، بلکہ قرآن کریم اس بات سے روکتا ہے۔ عیسائی مشنریوں کا ایک من گھڑت خیال یہ ہے، کہ ابتدائی زمانہ میں لوگ تلوار کے زور سے مسلمان بنائے گئے تھے، مگر قرآن کریم (سورۃ ۲ آیت ۲۵۷) میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے

لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ [1]- اس کے علاوہ بہت سی اور قرآنی آیات اور تاریخی شواہد پیش کئے جا سکتے ہیں، جو ایک اور ایک دو کی طرح ثابت کرتے ہیں، کہ تبلیغ کے لئے کبھی تلوار استعمال نہیں کی گئی، بلکہ اس کا استعمال محض خود حفاظتی کے لئے اس وقت ہوا جبکہ مسلمانوں کی ایک قلیل جماعت کو متواتر تیرہ برس تک نہایت وحشیانہ مظالم کا نشانہ بنایا گیا، اور جبکہ خطرہ لاحق ہو گیا تھا، کہ اسلام ہمیشہ کے لئے دنیا سے نیست و نابود ہو جائیگا۔

اسلام صلح کل مذہب ہے، لفظِ اسلام کے معنے ہی یہ ہیں، کہ خدا تعالےٰ کی رضا کے آگے سر تسلیم خم کر دینا۔ اور مسلمان اُسے کہا جاتا ہے، جس نے اپنی تمام قوتوں کو خدا تعالےٰ کی رضا کے سامنے جھکا دیا ہو۔ اس مقصد سے بڑھکر اور اعلیٰ مقصد کیا ہو سکتا ہے، کہ انسان اپنے خالق کے ساتھ محبت کرے۔ انیسویں صدی کا مشہور انگریز مصنّف ٹامس کارلائل اسلام کے نتیجہ میں پیدا شدہ اصلاحات کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے۔

"اسلام کا مطلب ہے، ایثار پیشگی اور نفس کُشی، یہ ایک نہایت ارفع تعلیم ہے، جو آسمان نے اس دُنیا کو دی ہے۔"

Digitized by Khilafat Library

مذہب اسلام کی ایک تعلیم یہ ہے، کہ اللہ تعالےٰ ہمیشہ سے ہر ملک اور ہر قوم کے لوگوں کی ہدایت کے لئے رسول بھیجتا رہا ہے، اور ہمیں ان میں سے ہر ایک پر یقین لانا چاہیئے۔ انبیاء پر یقین لانے کے متعلق اسلام نے جو رواداری دکھائی ہے، اور کسی مذہب نے نہیں دکھائی، اگر دوسرے مذاہب کے لوگ بھی اس خیال پر قائم ہو جائیں، اور ایک دوسرے کے پیشواؤں کو بُرا بھلا کہنا چھوڑ دیں، تو باہم عداوتیں بالکل معدوم ہو جائیں۔

قرآن کریم کامل کتاب ہے، اور اس میں ایسے اعلیٰ آسمانی قوانین موجود ہیں، جو انسان کی دنیوی اور اخروی زندگی دونوں میں قابل عمل ہیں، اور جو خدا تعالےٰ کی ہستی کے متعلق انسان

---

[1] دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔ یقیناً ہدایت واضح ہو گئی ہے گمراہی سے۔

کو حق الیقین کی حد تک لیجاتے ہیں، اور یہ ایک ایسی چیز ہے، جو پرانے زمانے کے قصّے کہانیوں سے حاصل نہیں ہو سکتی۔

Digitized by Khilafat Library

قرآن کریم ایسی کتاب ہے، جو اتنے بڑے لمبے زمانہ میں تحریف سے بالکل محفوظ رہی ہے، ولیم میور جیسا مخالفِ اسلام نقاد اس کے متعلق لکھتا ہے:۔

"دنیا کے پردے پر غالبًا قرآن کے سوا اور کوئی کتاب ایسی نہیں، جو بارہ سو سال کے طویل عرصہ تک بغیر کسی قسم کی تحریف و تبدیلی کے اپنی اصلی صورت میں محفوظ رہی ہو۔"

اسلام ایک ایسا کامل ضابطۂ آئین ہے، جو ہر زمانے اور ہر قوم کے لئے مکمل رہنما ہے، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دعا کے متعلق اس کی تعلیم، نیز سود، یتامیٰ، حرام و حلال، عورت، غلامی دنیوی و اخروی زندگی کے متعلق اس کے احکام ایسے کامل اور جامع ہیں، کہ اور کوئی دوسری مذہبی کتاب اس کی گرد کو بھی نہیں پہونچ سکتی۔

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بچپن سے لیکر آخر عمر تک اخلاق کا ایک کامل نمونہ تھے، اور اس امر کو شدید مخالفوں نے بھی تسلیم کیا ہے۔ آپؐ کی صداقت کی تصدیق بائبل میں بھی موجود ہے، چنانچہ استثناء باب ۱۸ میں لکھا ہے:۔

"مَیں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا، اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالونگا، اور جو کچھ مَیں اُسے فرماؤنگا۔ وہ سب ان سے کہیگا۔ اور ایسا ہوگا۔ کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لیکے کہیگا، نہ مانے گا تو مَیں اس کا حساب لونگا۔"

پھر یوحنا باب $\frac{16}{12\text{ و }13}$ میں ہے:۔

"مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں۔ مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے، لیکن جب وہ یعنی سچائی کا رُوح آئیگا، تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائیگا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہیگا لیکن جو کچھ سُنے گا وہی کہیگا۔"

یہ آیات رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو ثابت کر رہی ہیں، کیونکہ:۔
اوّل:۔ آپ اسرائیلیوں میں سے نہ تھے، بلکہ ان کے بھائیوں یعنی اسماعیلیوں میں سے تھے۔
دوم:۔ آپ حضرت موسےؑ کی مانند تشریعی نبی تھے، اور آپؐ کو صداقت کی حفاظت کے لئے تلوار اٹھانا پڑی۔ پھر جیسا کہ حضرت موسےؑ نے ایک قوم کی قوم کو غلامی کی زنجیروں سے آزاد کرایا تھا، اُسی طرح آپؐ نے بھی تمام عرب کو ذلت کی غلامی سے نجات دلائی۔
سوم:۔ آپؐ نے لوگوں کو وہی بتایا، جو اللہ نے آپؐ سے کہا، کیونکہ ہُوبہُو وہی الفاظ حضرت جبرئیلؑ آپؐ کے منہ میں ڈالتا تھا۔
چہارم:۔ خدا نے فرمایا تھا۔ "جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لیکر کہیگا۔ نہ سنیگا"، **میرے نام** کی تطبیق کس خوبصورتی سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آنیوالی اس پہلی وحی میں ہوتی ہے، جس میں آپؐ سے کہا گیا۔ "اِقْرَأْ" یعنی پڑھ۔ آپؐ چونکہ اُمّی تھے، اس لئے آپؐ نے فرشتہ سے کہا، کہ مَیں نہیں پڑھ سکتا۔ پھر حکم ہوُا، جس کے جواب میں پھر آپؐ نے یہی فرمایا، تو تیسری دفعہ وحی ہوئی۔ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ یعنی **اپنے ربّ کا نام** لیکر پڑھ۔

Digitized by Khilafat Library

پنجم:۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم "صداقت کی رُوح" تھے۔ اوائل عمر ہی میں آپ کو الامین کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ پھر قرآن کریم نے اپنے متعلق یہ دعوٰی کیا ہے، کہ وُہ صحیفہ صداقت ہے، چنانچہ فرماتا ہے۔ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ (آلِ عمران-۱) وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا (انعام-۱۴)
اسلام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے، کہ اس کا دعوٰی ہے، کہ خدا تعالےٰ سے ہمکلامی کا دروازہ جس طرح پہلے کھلا تھا، آئندہ بھی آخرت تک کھلا رہے گا، اور یہ کہ خدا تعالےٰ اس زمانہ میں بھی اپنے نیک لوگوں سے کلام کرتا ہے۔ اسلام کا یہ دعوٰی ہمارے زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد سے پورا ہوُا ہے۔ آپ کی صداقت کیلئے

اللہ تعالےٰ نے بڑے بڑے نشان، جن کی خبر گذشتہ انبیاء نے دی تھی، ظاہر فرمائے، اور اُن سے اسلام کی تمکنت زندہ مذہب کی حیثیت سے قائم ہوگئی۔

مسلمان اس امر پر بھی اعتقاد رکھتے ہیں، کہ خدا اپنے بندوں کی دعاؤں کو سُننا، اور انہیں شرفِ قبولیت بخشتا ہے، اور یہ کہ دعا کے ذریعہ سے بڑے بڑے کام نکلتے ہیں، اس بات کی صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں جبکہ آپ کی دعاؤں کے ذریعہ بڑے بڑے معجزات آپ سے ظہور میں آئے، نہایت شان و شوکت سے ظاہر ہوئی۔

اِس وقت بھی جماعت احمدیہ کے موجودہ امام حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہُ اللہ تعالےٰ کی دعاؤں سے خارق عادت امور ظاہر ہو رہے ہیں، جن میں سے بعض کا مَیں نے ذاتی طور پر مشاہدہ کیا ہے۔ نہ صرف آپ بلکہ آپ کے بہت سے خدّام بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ ہمکلامی کے شرف سے مشرّف ہیں۔ اور مَیں ذاتی مشاہدہ کی بناء پر کہہ سکتا ہوں، کہ قبولِ اسلام کے بعد مَیں نے اپنی بہت سے دعاؤں کو پورا ہوتے دیکھا ہے، اور بعض اوقات دُعا کے ذریعہ بعض ناممکن باتیں ظہور میں آئی ہیں، کیا کوئی اور مذہب ہمیں بتاتا ہے، کہ خدا تعالےٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سُنتا اور قبول کرتا ہے، اور انہیں قدیم زمانہ کے رشیوں اور نبیوں کی طرح بڑے بڑے روحانی مراتب سے مشرّف کرتا ہے، اور یہ کہ اسی دُنیا میں ان کی تعلیمات کے روحانی اثمار کے ظاہر کرنے کے سامان کرتا ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ کیا یہ بات روزِ روشن کی طرح ثابت نہیں کرتی، کہ صرف اسلام ہی زندہ مذہب ہے۔

(ترجمہ)

Digitized by Khilafat Library

مَیں اِسلام کو کیوں مانتا ہُوں؟

(از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ)

مجھ سے بمبئی ریڈیو والوں نے یہ خواہش کی ہے، کہ مَیں انہیں بتاؤں، کہ مَیں اسلام کو کیوں مانتا ہوں؟ جب مَیں نے اپنے نفس سے یہی سوال کیا، تو اس نے جواب دیا، کہ اسی دلیل سے جس کی بناء پر کسی اور چیز کو مانتا ہوں، یعنی اس لئے کہ وہ سچا ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے، کہ میرے نزدیک مذہب کا بنیادی مسئلہ خدا تعالیٰ کا وجود ہے جو مذہب انسان اور خدا تعالیٰ میں سچا تعلّق پیدا کر سکتا ہے، وہ سچّا ہے۔ اور کسی چیز کا سچا ہونا اس پر ایمان لانے کی کافی دلیل ہے، کیونکہ جو سچائی کو نہیں مانتا، وہ جھوٹ کو ماننے پر مجبور ہے، اور اپنا اور بنی نوع انسان کا دشمن ہے۔

اسلام یہ دعویٰ کرتا ہے، کہ اس دنیا کا پیدا کرنے والا ایک زندہ خدا ہے۔ وہ موجودہ زمانہ میں بھی اسی طرح اپنے بندوں کے لئے ظاہر ہوتا ہے، جس طرح سابق زمانہ میں۔ اس دعویٰ کو دو طرح ہی پرکھا جا سکتا ہے، یا تو اس طرح کہ خود متلاشی کے لئے خدا تعالیٰ کی قدرتیں ظاہر ہوں، اور یا اس طرح کہ جس پر خدا تعالےٰ کا وجود ظاہر ہو، اس کے حالات کو جانچ کر ہم اس کے دعوے کی سچائی کو معلوم کر لیں۔ چونکہ مَیں خدا تعالےٰ کے فضل سے ان صاحب تجربہ لوگوں میں سے ہوں جن کے لئے اللہ تعالےٰ نے اپنے وجود کو متعدد بار اور خارق عادت طور پر ظاہر کیا، اس لئے میرے لئے اس سے بڑھکر کہ مَیں نے اسلام کی سچائی کو خود تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے، اور کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔

مگر ان لوگوں کے لئے جنہیں ابھی یہ تجربہ حاصل نہیں ہوا، میں وہ دلائل بیان کرتا ہوں،

Digitized by Khilafat Library

جو ذاتی تجربہ کے علاوہ میرے اسلام پر یقین لانے کے موجب ہوئے ہیں۔

اوّل:۔ مَیں اسلام پر اس لئے یقین رکھتا ہوں، کہ وہ ان تمام مسائل کو جن کا مجموعہ مذہب کہلاتا ہے، مجھ سے زبردستی نہیں منواتا، بلکہ ہر امر کے لئے دلیل دیتا ہے۔ خدا تعالےٰ کا وجود اس کی صفات، فرشتے، دُعا، اس کا اثر، قضاء و قدر اور اس کا دائرہ، عبادت اور اس کی ضرورت، شریعت اور اس کا فائدہ، الہام اور اس کی اہمیّت، بعث مابعد الموت، جنّت، دوزخ، ان میں سے کوئی امر بھی ایسا نہیں، جس کے متعلق اسلام نے تفصیلی تعلیم نہیں دی، اور جسے عقلِ انسانی کی تسلّی کے لئے زبردست دلائل کے ساتھ ثابت نہیں کیا۔ پس اس نے مجھے ایک مذہب ہی نہیں دیا، بلکہ ایک یقینی علم بخشا ہے، جس سے کہ میری عقل کو تسکین حاصل ہوتی ہے، اور وہ مذہب کی ضرورت کو مان لیتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library

دوم:۔ مَیں اسلام پر اس لئے یقین رکھتا ہوں، کہ اسلام صرف قصّوں پر اپنے دعووں کی بنیاد نہیں رکھتا، بلکہ وہ ہر شخص کو تجربہ کی دعوت دیتا ہے، اور کہتا ہے، کہ ہر سچائی کسی نہ کسی رنگ میں اسی دُنیا میں پرکھی جا سکتی ہے، اور اس طرح وہ میرے دل کو اطمینان بخشتا ہے۔

سوم:۔ مَیں اسلام پر اس لئے یقین رکھتا ہوں، کہ اسلام مجھے یہ سبق دیتا ہے، کہ خدا تعالیٰ کے کلام اور اس کے کام میں اختلاف نہیں ہوتا، اور وہ مجھے سائنس اور مذہب کے جھگڑوں سے آزاد کر دیتا ہے۔ وہ مجھے یہ نہیں سکھاتا کہ مَیں قوانینِ قدرت کو نظر انداز کر دُوں، اور ان کے خلاف باتوں پر یقین رکھّوں، بلکہ وہ مجھے قوانینِ قدرت پر غور کرنے اور ان سے فائدہ اٹھانے کی تعلیم دیتا ہے، اور کہتا ہے، کہ چونکہ کلام نازل کرنے والا بھی خدا ہے، اور دنیا کو پیدا کرنے والا بھی خدا ہے، اس لئے اس کے فعل اور اس کے قول میں اختلاف نہیں ہو سکتا۔ پس چاہیئے، کہ تو اُس کے کلام کو سمجھنے کے لئے اس کے فعل کو دیکھ، اور اس کے فعل کو سمجھنے کے لئے اس کے قول کو دیکھ، اور اس طرح اسلام میری قوّتِ فکریّہ کو تسکین بخشتا ہے۔

چہارم:۔ مَیں اسلام پر اس لئے یقین رکھتا ہوں، کہ وہ میرے جذبات کو کُچلتا نہیں، بلکہ

ان کی صحیح رہنمائی کرتا ہے۔ وہ نہ تو میرے جذبات کو مار کر میری انسانیت کو جمادیت سے تبدیل کر دیتا ہے، اور نہ جذبات اور خواہشات کو بے قید چھوڑ کر مجھے حیوان کے مرتبہ پر گرا دیتا ہے، بلکہ جس طرح ایک ماہر انجینئر آزاد پانیوں کو قید کر کے نہروں میں تبدیل کر دیتا ہے، اور بنجر علاقوں کو سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے، اسی طرح اسلام بھی میرے جذبات اور میری خواہشات کو مناسب قیود کے ساتھ اعلیٰ اخلاق میں تبدیل کر دیتا ہے، وہ مجھے یہ نہیں کہتا، کہ خدا تعالےٰ نے تجھے محبت کرنے والا دل تو دیا ہے، مگر ایک رفیق زندگی کے اختیار کرنے سے منع کیا ہے، یا کھانے کے لئے زبان میں لذت اور دل میں خواہش تو پیدا کی ہے، مگر عمدہ کھانوں کو تجھ پر حرام کر دیا ہے، بلکہ وہ کہتا ہے کہ تو محبت کر، مگر پاک محبت اور جائز محبت، جو تیری نسل کے ذریعہ سے تیرے پاک ارادوں کو ہمیشہ کے لئے دنیا میں محفوظ کر دے، اور تو بے شک اچھے کھانے کھا۔ مگر حد کے اندر رہ کر، تا ایسا نہ ہو کہ تُو تو کھائے مگر تیرا ہمسایہ بھوکا رہے۔ غرض وہ تمام طبعی تقاضوں کو مناسب قیود کے ساتھ طبعی تقاضوں کی حد سے نکال کر اعلےٰ اخلاق میں داخل کر دیتا ہے، اور میری انسانیت کی تسکین کا موجب ہوتا ہے

پنجم:۔ پھر میں اسلام پر اس لئے یقین رکھتا ہوں، کہ اس نے نہ صرف مجھ سے بلکہ سب دنیا ہی سے انصاف بلکہ محبت کا معاملہ کیا ہے۔ اس نے مجھے اپنے نفس کے حقوق ادا کرنے ہی کا سبق نہیں دیا، بلکہ اس نے مجھے دنیا کی ہر چیز سے انصاف کی تلقین کی ہے، اور اس کے لئے میری مناسب رہنمائی کی ہے۔ اس نے اگر ایک طرف ماں باپ کے حقوق بتائے ہیں، اور اولاد کو ان سے نیک سلوک کرنے بلکہ انہیں اپنے ورثہ میں حصہ دار قرار دینے کی تعلیم دی ہے، تو دوسری طرف انہیں بھی اولاد سے نیک سلوک کرنے، انہیں تعلیم دلانے اعلیٰ تربیت کرنے، اچھے اخلاق سکھانے اور ان کی صحت کا خیال رکھنے کا حکم دیا ہے، اور انہیں والدین کا ایک خاص حد تک وارث قرار دیا ہے۔ اسی طرح اس نے میاں بیوی کے درمیان بہترین تعلقات قائم کرنے کے لئے احکام دیئے ہیں، اور انہیں آپس میں

نیک سلوک کرنے اور ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنے کا حکم دیا ہے۔ وہ کیا ہی زرّین فقرہ ہے، جو اس بارے میں بانیٔ اسلامؐ نے فرمایا ہے، کہ وہ شخص کس طرح انسانی فطرت کے حُسن کو بھُول جاتا ہے، جو دن کو اپنی بیوی کو مارتا، اور رات کو اس سے پیار کرتا ہے' اور فرمایا، تم میں سے بہتر اخلاق والا وُہ شخص ہے، جو اپنی بیوی سے اچھا سلوک کرتا ہے' اور پھر فرمایا، عورت شیشہ کی طرح نازک مزاج ہوتی ہے، تم جس طرح نازک شیشہ کو استعمال کرتے ہوئے احتیاط کرتے ہو، اسی طرح عورتوں سے معاملہ کرتے ہوئے احتیاط سے کام لیا کرو۔

Digitized by Khilafat Library

پھر اس نے لڑکیوں کے حقوق کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ انہیں تعلیم دلانے پر خاص زور دیا ہے، اور فرمایا ہے، جو اپنی لڑکی کو اچھی تعلیم دیتا ہے، اور اس کی اچھی تربیت کرتا ہے' اس کے لئے جنّت واجب ہوگئی، اور وہ لڑکیوں کو بھی ماں باپ کی جائیداد کا وارث قرار دیتا ہے۔

پھر اس نے حکّام سے بھی انصاف کیا ہے، اور رعایا سے بھی۔ وہ حاکموں سے کہتا ہے، کہ حکومت تمہاری جائیداد نہیں، بلکہ ایک امانت ہے، پس تم ایک شریف آدمی کی طرح اس امانت کو پوری طرح ادا کرنے کا خیال رکھو، اور رعایا کے مشورہ سے کام کیا کرو۔ اور رعایا سے کہتا ہے، کہ حکومت خدا تعالےٰ نے ایک نعمت کے طور پر تم کو دی ہے، اپنے حاکم انہیں چنو، جو حکومت کرنے کے اہل ہوں، اور پھر ان لوگوں کا انتخاب کرکے ان سے پورا تعاون کرو، اور بغاوت نہ کرو۔ کیونکہ اس طرح تم اپنا گھر بنا کر اپنے ہی ہاتھوں اس کو برباد کرتے ہو۔

اور اس نے مالک اور مزدور کے حقوق کا بھی انصاف سے فیصلہ کیا ہے۔ وہ مالک سے کہتا ہے، کہ جب تُو کسی کو مزدوری پر لگائے، تو اس کا حق پُورا دے، اور اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری ادا کر، اور جو تیرا دست نگر ہو، اُسے ذلیل مت سمجھ، کیونکہ

وہ تیرا بھائی ہے، جس کی نگرانی اللہ تعالیٰ نے تیرے ذمہ لگائی ہے، اور اسے تیری تقویت کا موجب بنایا ہے، پس تو اپنی طاقت کو نادانی سے آپ ہی نہ توڑ۔ اور مزدور سے کہا ہے، کہ جب تو کسی کا کام اجرت پر کرتا ہے، تو اس کا حق دیانتداری سے ادا کر، اور سستی اور غفلت سے کام نہ لے۔

Digitized by Khilafat Library

اور وہ جسمانی صحت اور طاقت کے مالکوں سے کہتا ہے، کہ کمزوروں پر ظلم نہ کرو، اور جسمانی نقص والوں پر ہنسو نہیں، بلکہ شرافت یہ ہے، کہ تیرے ہمسایہ کی کمزوری تیرے رحم کو ابھارے نہ کہ تجھے اس پر ہنسائے۔

اور وہ امیروں سے کہتا ہے، کہ غریبوں کا خیال رکھو، اور اپنے مالوں میں سے چالیسواں حصہ ہر سال حکومت کو دو، تا وہ اُسے غرباء کی ترقی کے لئے خرچ کرے۔ اور جب کوئی غریب تکلیف میں ہو، تو اُسے سود پر روپیہ دے کر اس کی مشکلات کو بڑھاؤ نہیں، بلکہ اپنے اموال سے اس کی مدد کرو، کیونکہ اس نے تمہیں دولت اس لئے نہیں دی، کہ تم عیاشی کی زندگی بسر کرو، بلکہ اس لئے کہ اس کے ذریعہ سے دُنیا کی ترقی میں حصہ لے کر اپنے لئے ثواب دارین کماؤ، مگر وہ غریب سے بھی کہتا ہے، کہ اپنے سے امیر کے مال پر لالچ اور حرص سے نگاہ نہ ڈال، کہ یہ تیرے دل کو سیاہ کر دیتا ہے، اور صحیح قوتوں کے حصول سے محروم کر دیتا ہے، بلکہ تم خدا تعالیٰ کی مدد سے اپنے اندر وہ قوتیں پیدا کرو، جن سے تم کو بھی ہر قسم کی ترقی حاصل ہو۔ اور حکومت کو ہدایت دیتا ہے، کہ غرباء کی اس جدوجہد میں ان کی مدد کرے، اور ایسا نہ ہونے دے، کہ مال اور طاقت صرف چند ہاتھوں میں محدود ہو جائے۔

اور وہ ان لوگوں سے جن کے باپ دادوں نے کوئی بڑا کام کر کے عزت حاصل کر لی تھی، جس سے ان کی اولاد بھی لوگوں میں معزز ہو گئی، کہتا ہے کہ تمہارے باپ دادوں کو اچھے کاموں سے عزت ملی تھی، تم بھی اچھے کاموں سے اس عزت کو قائم رکھو، اور

دُوسری قوموں کو ذلیل اور ادنیٰ نہ سمجھو، کہ خدا نے سب انسانوں کو برابر بنایا ہے، اور یاد رکھو کہ جس خدا نے تمہیں عزّت دی ہے، وہ اس دوسری قوم کو بھی عزّت دے سکتا ہے، پس اگر تم نے ان پر ظلم کیا، تو کل کو وُہ قوم تم پر ظلم کرے گی، سو دوسروں پر بڑائی جتا کر فخر نہ کرو، بلکہ دوسروں کو بڑا بنا کر فخر کرو، کیونکہ بڑا وہی ہے، جو اپنے گرے ہوئے بھائی کو اٹھاتا ہے۔

اور وہ کہتا ہے، کہ کوئی ملک دوسرے ملک سے اور کوئی قوم دوسری قوم سے دشمنی نہ کرے، اور ایک دوسرے کا حق نہ مارے، بلکہ سب مل کر دنیا کی ترقی کے لئے کوشش کریں۔ اور ایسا نہ ہو، کہ بعض قومیں اور ملک اور افراد آپس میں مل کر بعض دوسری قوموں اور ملکوں اور افراد کے خلاف منصوبہ کریں، بلکہ یوں ہو، کہ قومیں اور ملک اور افراد آپس میں یہ معاہدے کریں، کہ وہ ایک دوسرے کو ظلم سے روکیں گے، اور دوسرے ملکوں اور قوموں اور افراد کو اُبھاریں گے۔

Digitized by Khilafat Library

غرض مَیں دیکھتا ہوں، کہ اس دنیا کے پردہ پر مَیں اور میرے پیارے کوئی بھی ہوں کیا ہوں اور کچھ بھی ہوں، اسلام ہمارے لئے امن اور آرام کے سامان پیدا کرتا ہے۔ مَیں اپنے آپ کو جس پوزیشن میں بھی رکھکر دیکھتا ہوں، مجھے معلوم ہوتا ہے، کہ اسلامی تعلیم کی وجہ سے مَیں اس پوزیشن میں ہوتے ہوئے بھی ترقی اور کامیابی کی راہوں سے محروم نہیں ہو جاتا، پس چونکہ میرا نفس کہتا ہے، کہ اسلام میرے لئے اور میرے عزیزوں کے لئے اور میرے ہمسایوں کے لئے اور اس اجنبی کے لئے جسے مَیں جانتا تک نہیں، اور عورتوں کے لئے اور مردوں کے لئے اور بزرگوں کے لئے اور خوردوں کے لئے اور غریبوں کیلئے اور امیروں کیلئے اور بڑی قوموں کیلئے اور ادنیٰ قوموں کیلئے اور ان کیلئے بھی جو اتحاد امم چاہتے ہیں، اور حب الوطنی میں سرشاروں کے لئے بھی یکساں مفید اور کارآمد ہے، اور میرے لئے اور میرے خدا کے درمیان یقینی رابطہ اور اتحاد پیدا کرتا ہے، پس مَیں اس پر یقین رکھتا ہوں،

Digitized by Khilafat Library

مَیں مُسلمان کیوں ہوا

(از جناب سردار عبدالرحمٰن صاحب بی۔ اے۔ سابق مہر سنگھ)

میرا اصل وطن قصبہ ڈومیلی تحصیل پھگواڑہ ضلع جالندھر ہے۔ میرے رشتہ دار اب تک سکھ اور خالصہ دھرم پر قائم ہیں۔ مَیں زمانۂ طالب علمی ہی میں اسلام میں داخل ہوا، تعلیم سے فارغ ہو کر مَیں چند سال بحیثیت ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول پورٹ بلیئر واقع خلیج بنگالہ کام کرتا رہا، اس کے علاوہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان اور مدرسہ احمدیہ قادیان میں بھی تعلیم دیتا رہا ہوں، اور اب پنشن پر ریٹائر ہو چکا ہوں۔

میں جب مڈل میں تعلیم پاتا تھا، تو مجھے مذہبی تلاش اور جستجو ایک مرد صالح مسلمان مولوی روشن دین صاحب مدرّس کے نمونہ سے شروع ہوئی۔ آہستہ آہستہ یہ شوق بڑھتا گیا، چنانچہ مَیں اسی شوق میں لاہور، امرتسر وغیرہ بڑے بڑے شہروں میں تمام مذاہب کے نمائندوں سے ملکر اور ان کے جلسوں میں شریک ہو ہو کر اطمینانِ قلب حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ پنڈت لیکھرام صاحب مشہور آریہ کے لیکچر بھی سُنے، اور ان کی تحریریں بھی مطالعہ کیں، زمانۂ طالب علمی میں ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور اور سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور کے پروفیسروں سے اکثر مذہبی تبادلہ خیالات کرتا رہا، لیکن مجھے کسی مذہب میں حقیقی اطمینان قلب حاصل نہ ہوا۔

جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا ہے، ایک مسلمان بزرگ کا نمونہ مجھ پر خاص طور پر اثر انداز ہوا۔ گو پیدائشی طور پر غیر مسلم ہونے کی وجہ سے مَیں اسلام سے نفور تھا، لیکن اس بزرگ کو دیکھکر مجھے اسلام کا مطالعہ کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ جب مَیں نے اسلام کا مطالعہ کرنا شروع کیا، تو

مجھے ایسا معلوم ہوُا، کہ اس میں میرے تمام سوالات کا حل موجود ہے۔ اس سے مَیں اسلام کے اور زیادہ نزدیک ہو گیا۔ اُدھر جب مَیں حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اور ارشادات دیکھتا، تو ان میں بھی مجھے اسلام کی تائید نظر آتی، اس سے مَیں اس قطعی فیصلہ پہ پہونچا، کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے، چنانچہ مَیں نے بشرح صدر اسلام قبول کر لیا۔ اور ۱۸۹۰ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ میری برادری اور رشتہ داروں نے میری بڑی مخالفت کی، مگر اللہ تعالےٰ نے مجھے ثابت قدم رکھا، اور ہر مشکل موقعہ پر میری مدد و نصرت فرماتا رہا۔ سب سے بڑھکر جس چیز نے صداقت اسلام پر میرے ایمان کو بڑھایا، وہ رؤیا وکشوف ہیں، جو مجھے خدا تعالےٰ دکھاتا رہا، اور دکھاتا ہے۔ ان رؤیا و کشوف سے میں نے گویا اپنی آنکھوں سے خدا تعالےٰ کو دیکھ لیا، پھر کیا چیز ہے، جو میرے ایمان کو متزلزل کر سکتی۔

میں نے ابھی ذکر کیا ہے، کہ مَیں نے حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و ارشادات میں بھی اسلام کی تائید دیکھی۔ اس اجمال کی تفصیل کا دامن بہت طویل ہے، اور یہ مختصر مضمون اس کا متحمل نہیں ہو سکتا، مَیں صرف چند باتیں بطور نمونہ یہاں ذکر کرتا ہوں۔

پہلی چیز جس سے حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی تائیدِ اسلام ظاہر ہوتی ہے، آپ کا وہ مقدس چولہ ہے، جو آجتک قصبہ ڈیرہ بابا نانک میں موجود ہے، اس مبارک چولہ کو حضرت باباصاحبؒ زیبِ تن فرمایا کرتے تھے، اس پر آیاتِ قرآنی لکھی ہوئی ہیں، اور اسلامی نماز بھی درج ہے، اور دو مرتبہ کلمہ طیّبہ بھی لکھا ہوُا ہے، جس کے معنے یہ ہیں، کہ سوائے خدا کے اور کسی کی عبادت نہیں کرنی چاہیئے، اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ نیز عربی میں یہ لکھا ہوُا ہے، کہ دینِ اسلام ہی سب دینوں میں سے سچا دین ہے، اور آخر میں لکھا ہے لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ یعنی اے پرمیشر تیرے سوا کوئی پوجا کے لائق نہیں ہے، تو سب نقصوں سے پاک ہے، مَیں پہلے ظالموں یعنی مشرکوں اور بُت پرستوں میں سے تھا، (مگر اب تیرے فضل سے توحید پرست ہو گیا ہوں)

بعض لوگ کہتے ہیں، کہ یہ چولہ حضرت باباصاحبؒ کو کسی مسلمان بزرگ نے تحفۃً دیا تھا، لیکن حق یہ ہے، جیسے بھائی بالا صاحب نے بیان کیا ہے، کہ یہ چولہ آپ کو خدا کی طرف سے ملا تھا، اور اس پر قدرت کے اکھشر یعنی کلامِ الٰہی لکھا ہوُا ہے۔ (جنم ساکھی بھائی بالا ص۴۳۴)

لیکن اگر اسے تحفہ بھی مان لیا جائے، تب بھی یہ امر قابلِ غور ہے، کہ اگر حضرت باباصاحبؒ اسلام کو سچّا مذہب نہ سمجھتے تھے، تو آپ نے ایسا تحفہ کیوں قبول کیا، جس پر اسلام کے سوا باقی سب مذاہب کا باطل ہونا لکھا ہوُا ہے، اور پھر اُسے آپ نے حفاظت سے اپنے پاس رکھا اور پہنا۔ حضرت باباصاحبؒ پڑھے لکھے اور دانا آدمی تھے، آپ نے یقیناً یہ چولہ مبارک اور مقدس سمجھکر رکھا، اور یہی وجہ ہے، کہ آجتک سکھ اصحاب اس کا احترام بلکہ افراط کرتے ہوئے اس کی پُوجا کرتے ہیں۔

دوسری چیز جو اس بات کو پایۂ ثبوت تک پہونچا دیتی ہے، کہ حضرت باباصاحب کی نگاہ میں مذہب اسلام ہی قابلِ قبول تھا، یہ ہے، کہ آپ نے قرآن کریم کی بار بار تعریف کی ہے، چنانچہ فرمایا۔

کَل پَرْدان کتیب قرآن پوتھی پنڈت رہے پوران (گرنتھ صاحب ص۸۳۶)

یعنی اس زمانہ میں قرآن شریف ہی ماننے کے قابل کتاب ہے۔ دیگر کتابیں اور پنڈتوں کی پوتھیاں سب بیکار ہوگئیں۔ Digitized by Khilafat Library

نہ صرف یہ کہ باباصاحب نے قرآن مجید کی زبانی تعریف فرمائی، بلکہ اپنے ساتھ ہمیشہ قرآن شریف رکھتے تھے، اور اس طرح عملاً یہ بتایا، کہ اسی کے ذریعہ نجات ہوسکتی ہے چنانچہ قرآن شریف کا وہ نسخہ جو آپ اپنے پاس رکھتے تھے، آجتک گورو ہرسہائے ضلع فیروزپور میں موجود ہے، اسے سکھ صاحبان پوتھی صاحب کہکر پکارتے ہیں، اور ایک سوا ایک دفعہ اشنان کرکے کھول کر زیارت کرتے ہیں۔

اب ہر عقلمند کیلئے یہ سوچنے کا مقام ہے، کہ حضرت باباصاحبؒ کی یہی وہ عظیم الشان یادگاریں

ہیں، جن کی بڑی عزت سکھ قوم کرتی چلی آئی ہے، اور وہ دونوں ہی اس بات کو ظاہر کر رہی ہیں، کہ حضرت باباصاحبؒ اسلام کے زبردست مؤید اور معتقد تھے۔ سکھ بھائیوں کو غور کرنا چاہیئے، کہ حضرت باباصاحبؒ کی مقدس چیزیں ان کو کس طرف رہنمائی کر رہی ہیں۔ ان چیزوں کو اپنے ورثہ کے طور پر چھوڑنے سے ان کا صاف اشارہ یہ معلوم ہوتا ہے، کہ مَیں نے جو کچھ حاصل کیا ہے، وہ قرآن شریف سے حاصل کیا ہے، اس لئے جو شخص میرے نقش قدم پر چلنا چاہتا ہے، اسے بھی قرآن شریف ہی کی پیروی کرنی چاہیئے۔

تیسری چیز جس سے حضرت باباصاحبؒ کا اسلام کا شیدائی ہونا ظاہر ہوتا ہے، یہ ہے، کہ آپ اسلامی طریق پر خدا کی عبادت کرتے تھے، چنانچہ آپ کے متعلق ثابت ہے، کہ آپ اذان دیکر نماز پڑھتے تھے، اور نہ صرف یہ کہ خود نماز پڑھتے تھے، بلکہ دوسروں کو بھی نماز کی تلقین کرتے تھے، اور نماز نہ پڑھنے والوں کو آپ نے کُتّے کہا ہے۔ جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۰۳ میں لکھا ہے:۔

Digitized by Khilafat Library

کان انگلیاں پائیکے تب نانک دِتّی بانگ
جتنی امت جمع سی سُن ہوئی سُسکر چانگ

یعنی حضرت باباصاحبؒ نے کان میں انگلیاں ڈال کر اسلامی طریق کے مطابق اذان دی، اور پھر لکھا ہے، کہ نماز پڑھی:۔

اور جنم ساکھی بھائی بالا کلاں صفحہ ۲۰۷ میں حضرت باباصاحبؒ کے حج مکہ کے ذکر میں لکھا ہے:۔

پھر نیلا جُبّہ پہنکر بیٹھا مکّے آن   اِکو اِک خدا ہے آکھے موہوں کلام
نیلا باناں پہنکر دھریا مصلّیٰ سیس   عصا کوزہ پاس رکھ پوری کی حدیث

یعنی آپ حاجیوں کا سا لباس پہنکر مکّہ میں آئے، اور یہ کہہ رہے تھے، کہ خدا ایک ہے مصلّیٰ پر نماز ادا کی، اور وضو کے لئے لوٹا اور عصا پاس رکھکر حدیث پر عمل کیا۔ گویا آپ پکّے مسلمان

Digitized by Khilafat Library

کے فرائض ادا کرتے تھے۔

چوتھی چیز جو آپ کے اسلام کا فدائی ہونے کا ثبوت ہے، یہ ہے، کہ آپ نے آنحضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی تلقین کی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:۔

م محمد من توں من کتیباں چار		من تو اک خدائے نوں خاصاجس دربار

یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مانو اور چار کتابوں کو مانو، پھر ایک خدا کو مانو۔

یہ اور اسی قسم کی اور بہت سی باتیں ہیں، جن سے مَیں نے یہ معلوم کر لیا، کہ حضرت بابا نانک کا اصلی منشاء یہ تھا، کہ ہم اسلام کی پیروی کریں۔

اسلام قبول کرنے کے بعد مجھے کیا حاصل ہؤا؟ یہ ایک ایسا سوال ہے، جو طبعًا ہر محقق کے دل میں پیدا ہونا چاہیئے۔ سو مَیں اس کے متعلق بھی کچھ عرض کر دیتا ہوں۔

گرنتھ صاحب میں لکھا ہے:۔

ٹھاکر ہمرا سدا بولنتا

یعنی ہمارا معبود تو وہ حیّ و قیوم خدا ہے، جو ہمیشہ بولتا ہے، اور اپنے الہام و کلام سے انسان کو سرفراز کرتا ہے۔ اور یہی ایک چیز ہے، جو اسلام کو دیگر مذاہب سے ممتاز کرتی ہے۔

تمام مذاہب کے پیرو یہ تو کہتے ہیں، کہ گذشتہ زمانوں میں ان کے رشیوں، نبیوں اور گوروؤں سے خدا ہمکلام ہوتا تھا، لیکن موجودہ زمانہ کے متعلق وہ کہتے ہیں، کہ اب وہ ہم میں سے کسی سے بات نہیں کرتا۔ حالانکہ خدا کی کوئی صفت معطّل نہیں ہو سکتی، اگر وہ پہلے زمانوں میں بولتا تھا، تو اب کیوں نہیں بولتا، دہریوں اور خدا اور الہام کے منکروں کا خدا کی ہستی اور الہام کے ماننے والوں پر یہ بڑا زبردست اعتراض اس زمانہ میں ہو سکتا ہے، کہ اگر خدا ہے، اور وہ الہام نازل کرتا رہا ہے، تو اب کیوں الہام نازل کر کے اپنی ہستی کا ثبوت نہیں دیتا، ظاہر ہے، کہ ان لوگوں کے پاس جو کہتے ہیں، کہ اب خدا نہیں بولتا، اس اعتراض کا کوئی معقول جواب نہیں ہے، لیکن اسلام میں اس کا جواب موجود ہے، کیونکہ اسلام کا یہ دعویٰ ہے،

کہ میری تعلیم پر چل کر قیامت تک ہر زمانہ میں انسان خدا کے الہام اور کلام سے مشرف ہو سکتا ہے چنانچہ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے، کہ اسلام میں داخل ہو کر خدا تعالےٰ میری دعاؤں کو بکثرت سنتا ہے، اور اس نے مجھے رؤیاء اور کشوف کے علاوہ اپنے کلام سے بھی مشرّف کیا۔ مَیں یہاں صرف دو واقعات درج کرتا ہوں۔

Digitized by Khilafat Library

پہلا واقعہ یہ ہے، کہ ۱۹۰۹ء کا ذکر ہے، مَیں سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور میں تعلیم پاتا تھا، میرے ساتھ پڑھنے والوں میں آریہ ہندو، سکھ اور عیسائی صاحبان بھی تھے، ایک روز چار عیسائی طلباء نے مجھے کہا، کہ تم عیسائی ہو جاؤ، تو تنخواہ بھی زیادہ ملے گی، اور عزت بھی زیادہ ہوگی، میں نے جواباً مسٹر یوسف جمال الدین بی اے سے (جو بعد میں مشن ہائی سکول جالندھر کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے) کہا، کہ مَیں زندہ خدا اور زندہ مذہب پر فدا ہو چکا ہوں، اگر یہ نعمت عیسائیت میں دکھاؤ، تو مَیں حاضر ہوں، اور کہا، کہ انجیل میں وارد ہے، کہ دروازہ کھٹکھٹاؤ کھولا جاویگا، یعنی ڈھونڈو تو خدا کو پا لوگے، جب کوئی ضرورت پیش آجاتی ہے، تو میرے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے، اور خدا بات کا جواب دیتا ہے، اگر آپ ایسا کر سکتے ہیں، تو فرمایئے، مسٹر یوسف صاحب نے کہا، کہ ہم تو ایسا نہیں کر سکتے ما کیا آپ کو الہام ہوجاتا ہے، میں نے کہا، کہ ہاں۔ اس دوران میں دوسرے مسلم اور غیر مسلم طلباء بھی جمع ہو گئے، مسٹر یوسف صاحب نے کہا، کہ مَیں ریاضی میں کمزور ہوں، ہمارے امتحان کے پرچہ ریاضی کے دس سوالوں میں سے ٹھیک پہلا سوال خدا سے الہاماً پوچھکر بتلاؤ، تو میں صدق دل سے مسلمان ہو جاؤنگا۔ اس جمِ غفیر میں جہاں چالیس گریجوایٹ موجود تھے، مَیں نے دُعا کی اے پرماتما! ان لوگوں کے رُوبرو مَیں ذلیل نہ ہو جاؤں، تُو اپنی قدرت کا کرشمہ دکھا۔ اس پر اسی وقت مجھے القاء ہوُا، کہ پہلا سوال قبل از امتحان بتلا دیا جاویگا، مَیں نے ان سے کہدیا، کہ میرے خدا نے فرمایا ہے، کہ سوال قبل از امتحان بتا یا جاویگا۔ مسٹر یوسف صاحب نے کہا، کہ ہم نے خدا کی آواز نہیں سُنی، میں نے کہا، کہ تعلق (Connection) ہو تو بجلی کی

رَو (Current) آتی ہے، چونکہ آپ لوگوں کو خدا سے تعلق نہیں، اس لئے آپ اس کوچہ سے بے خبر اور صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ کے مصداق ہو، اس کے بعد دوسرے تیسرے روز مجھے پرچہ ریاضی بحالتِ کشف یعنی نیم بیداری میں دکھایا گیا، مگر مَیں صرف پہلا سوال ہی نوٹ کر سکا، پھر مَیں نے وہ سوال طلباء کو بتلا دیا۔ ایک شخص نے کالج کے بورڈ پر لکھدیا "تازہ الہام۔۔۔۔۔" آریہ ہندوؤں اور غیر مسلم افراد نے کہا کہ اب تو الہام بند ہو چکا ہے، مَیں نے کہا، کہ جب خدا کی آنکھ اور کان وغیرہ بند نہیں ہوئے، تو خدا کی زبان کیوں بند ہو گئی؟

دو تین ہفتے کے بعد امتحان ہوُا، تو وہی سوال پہلا آیا، جو پیشتر انہیں بتلایا گیا تھا، اس پر سب آریہ ہندو اور عیسائی حیران ہو کر عالمِ سکتہ میں پڑ گئے، ایک مسلمان گریجویٹ مسمی عبدالحمید بی۔ اے جو دہریہ تھا، ہستی باری تعالےٰ کا قائل ہو گیا۔ ایک نے کہا، کہ یہ اتفاق (Chance) ہو گیا ہے، یعنی اتفاقاً آپ کو پہلے سوال کا پتہ لگ گیا، مَیں نے کہا، آپ مجھ سے زیادہ لائق فائق چالیس گریجویٹ ہو، تم اگلے سہ ماہی امتحان میں ریاضی کا پہلا سوال بتا دو، اس پر انہوں نے یک زبان ہو کر کہا، کہ ہم دعوےٰ سے چیلنج نہیں کر سکتے مَیں نے کہا یہی چیلنج تو معجزہ اسلام کا ہے، جس سے زندہ خدا اور زندہ مذہب کا پتہ لگتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library

جب ہندو اور دیگر غیر مسلم اصحاب عاجز ہو کر نادم ہوئے، تو بعض نے کہا، کہ آپ دو تین اور ایسے امور بتا دیں، تاکہ ان کا اتفاق (Chance) والا عذر بھی ٹوٹ جاوے۔ ان کے بار بار کے اصرار پر مجھے الہام ہوُا، کہ امسال میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا، چنانچہ ایسا ہی ہوُا، اور لڑکے کا نام بشیر احمد رکھا گیا۔ ان امور کے صوفی غلام محمد صاحب مبلّغ ماریشس وغیرہ گواہ موجود ہیں۔ علاوہ ازیں میرے پاس تحریری شہادتیں معزز ہندوؤں اور سکھوں کی موجود ہیں، جن کو مَیں نے قبل از وقت لڑکا پیدا ہونے کی خبر دی تھی، اور پھر لڑکا پیدا ہونے پر انہوں نے اقرار کیا، کہ واقعی ہم کو لڑکا پیدا ہونے کی خبر دی گئی تھی۔

جو پوری ہوئی۔ ان میں سے ڈاکٹر گوربخش سنگھ صاحب اور دھرت رام صاحب جو قادیان کے رہنے والے ہیں قابل ذکر ہیں۔

اس کے بعد میں نے مسٹر یوسف اور مسٹر چیٹرجی سے کہا، کہ آپ اب تو اسلام قبول کرلیں، مگر انہوں نے مشن کی مالی امداد بند ہوجانے کے خوف سے مشرف باسلام ہونے سے انکار کر دیا، مَیں نے کہا، کہ اچھا کم از کم ان امور کی تصدیق تحریر کردیں، تا آپ کی تحریر سے مجھے فائدہ تبلیغ میں ہو، مگر انہوں نے انکار کردیا، اس پر مَیں نے کہا، کہ اگر آپ تصدیقی اقرار نشانات کا نہ دیں گے، تو آپ دونوں فیل ہوجائیں گے۔ چنانچہ یہ دونوں اصحاب فیل ہوگئے۔

Digitized by Khilafat Library

دوسرا واقعہ یہ ہے، کہ جن دنوں میں گورنمنٹ ہائی سکول پورٹ بلیئر میں ہیڈ ماسٹر تھا، تب ایک مرتبہ ایسا ہوا، کہ سردار رنجیت سنگھ جی نے (جو رام سنگھ کوکہ کے خاندان سے ہیں) جب آخری جماعت کا یونیورسٹی امتحان ہوکر نتیجہ نکل آیا، تو کہا، کہ آپ کا پیارا اور ہونہار لڑکا بسرام نام اوّل نمبر پر پاس نہیں ہوا، بلکہ دُرگا پرشاد اوّل نمبر پر پاس ہوکر وظیفہ لے گیا۔ اگر واقعہ میں آپ سچے کرشن اوتار کے چیلے ہو، تو دعا کرکے اوّل کو دوم اور دوم کو اوّل کرا دو، چونکہ اس نے یہ بات بھری مجلس میں کہی تھی، بوجہ غیرت اسلامی مَیں پہاڑ پر گیا، اور دُعا کی، کہ اے پرماتما! کرشن اوتار قادیانی کے بھیجنے والے! اُٹھ ایک ایسا نشان دکھلا، جو پورٹ بلیئر والوں کی آنکھیں کھولے اور میرے لئے اس پہاڑ کو کوہِ طُور کی طرح بابرکت کردے۔ . . . . چنانچہ اسی رات رؤیا میں تختے پر لکھا ہوا دکھایا گیا۔

"Bis Ram Provident"

تفہیم یہ ہوئی، کہ ہم نے اب بسرام کے لئے وظیفہ مقرر کر دیا ہے، اور دُرگا پرشاد سے وظیفہ واپس لے لیا گیا ہے، انہیں ایّام میں دُرگا پرشاد وظیفہ لیکر کلکتہ روانہ ہوگیا، اور لوگوں نے چند روز تمسخر اور ٹھٹھا کیا، میں نے حسب معمول کہا، کہ صبر کرو، ابھی آسمان پر یہ امر طے ہوا ہے، زمین پر عمل درآمد بعد میں ہوگا، بعض نے کہا، کہ مسٹر ڈگلس صاحب بہادر

چیف کمشنر پورٹ بلیئر کا حکم کون ٹال سکتا ہے؟ مَیں نے کہا، کہ اس چیف کمشنر کے اُوپر ایک ہستی ہے، جو سب کچھ کر سکتی ہے، پھر یوں ہؤا، کہ چند ہفتوں میں دُرگا پرشاد جو گرانڈیل جوان تھا، ایسا بیمار ہو گیا، کہ اس کی جان کے لالے پڑ گئے، اور وہ لاعلاج ہو کر کلکتہ سے واپس پورٹ بلیئر آگیا، بعد اس کے میری رپورٹ پر مسٹر ڈگلس بہادر چیف کمشنر نے اپنا پہلا حکم منسوخ کر کے بسرام کو وظیفہ عطا فرمایا۔

جس بات کو کہے کہ کرونگا اسے ضرور ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے
قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے (درثمین)

اس کے بعد میں نے بسرام کو کرشن اوتار کی مقدس سرزمین کے قریب لاہور کے سنٹرل ماڈل سکول میں تعلیم دلوائی، تا وہ اوروں کے لئے زندہ نشان ہو۔ اس واقعہ اور دو تین اور امور کی وجہ سے دو تحصیلداروں (چوہدری فضل احمد صاحب و سید احمد حسین صاحب) نے کرشن اوتار قادیانی کی بیعت کر لی۔ اور وہاں جماعت پیدا ہو گئی۔ اسی قسم کے چند دیگر امور خارق عادت کے طور پر واقع ہوئے، جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں، مگر ہندوؤں، سکھوں اور غیر احمدیوں کی تصدیقی تحریریں موجود ہیں۔

پس یہ ہیں، وہ زندہ پھل جو اسلام پیش کرتا ہے، اور الحمد للہ کہ ہمیں یہ پھل کھا کر زندہ خدا کی ہستی پر یقین ہؤا۔

Digitized by Khilafat Library

میں ہندو سے احمدی کیوں ہوا

Digitized by Khilafat Library

(از جناب پروفیسر عبداللہ بن سلام سابق رودر دیو شاستری)

جناب پروفیسر صاحب نے حال ہی میں اسلام قبول کیا ہے، آپ اس سے پہلے کاشی ودیاپیٹھ بنارس میں سنسکرت لٹریچر، انڈین کلچر اور انڈین فلاسفی کے ہیڈ پروفیسر اور وہاں کے سہ ماہی ہندی میگزین "ودّیاپیٹھ" کے ایڈیٹر تھے، نیز ودّیاپیٹھ کی شکشا دپریشد یعنی ایجوکیشنل کمیٹی کے آپ ممبر تھے، علاوہ ازیں آپ اس کی "نربکشک سبھا" یعنی سب سے بڑی منتظمہ کمیٹی کے ممبر بھی تھے، جس کے پندرہ سولہ دیگر ممبروں میں سے مسٹر گاندھی ڈاکٹر راجندر پرشاد، پنڈت جواہر لال نہرو، ڈاکٹر بھگوان داس، پنڈت گووند بلبھ پنت، آچاریہ نریندر دیو، پرشوتم داس ٹنڈن، بابو شیو پرشاد گپت، اور مسٹر رفیع الدین قدوائی قابل ذکر ہیں۔ ۱۹۳۶ء میں جب بنارس میں بھارت ماتا مندر کے افتتاح کے موقعہ پر مذہبی رسوم وغیرہ ادا کرنے کے لئے گاندھی جی یجمان مقرر ہوئے تھے، تو ان کو مذہبی احکامات کی تعلیم دینے کیلئے بطور ورت آچاریہ (Religious Instructor) آپ کو منتخب کیا گیا تھا۔ مسٹر گاندھی کے لئے اس تقریب پر حلف وفاداری کی عبارت بھی آپ ہی نے تیار کی تھی، جو "ودّیاپیٹھ پترکا" میں سنسکرت میں شائع ہو چکی ہے۔ مذکورہ مندر کے افتتاح کے بعد آل انڈیا نیشنل کانگریس کی ورکنگ کمیٹی نے ۱۹۳۵ء کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے مطابق اسمبلیوں کیلئے اپنے امیدواروں کے انتخاب کا کام بھی یہیں کیا تھا، اور اس سے پہلے آپ نے مسٹر گاندھی کو مادر وطن کی بہبود کے لئے مذہبی طریق پر ہون کنڈ کے سامنے کامیابی کی دعا دی تھی۔

امید کی جاتی ہے، کہ آپ کا یہ مضمون جو آپ کے ہندی رسالہ "ست پر ورتن" کا ترجمہ ہے، دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔ ایڈیٹر

دنیا عجائبات سے پُر ہے، لوگ ایک دوسرے سے محبت بھی کرتے ہیں، نفرت بھی، اور ڈرتے بھی ہیں۔ پھر ڈر اور خوف کے اقسام بھی گوناگوں ہیں، کوئی بیماریوں سے ڈرتا ہے، ہیضہ، طاعون، انفلوئنزا وغیرہ مختلف بیماریاں مختلف لوگوں کے دلوں میں خوف وہراس پیدا کرتی ہیں۔ گاؤں میں کوئی متعدی بیماری کا شکار ہو جائے، تو قریبی عزیز ماں باپ، اور بھائی بہن بھی نعش کے پاس جانے سے ڈرتے ہیں، اور لوگ دُور دُور رہتے ہیں، بعض لوگ چور اور ڈاکوؤں سے گھبراتے ہیں، کسی کو سانپ اور بچھوؤں وغیرہ زہریلے جانوروں کا خوف ہوتا ہے اور کسی کو شیر اور چیتے وغیرہ درندوں کا۔ جنہیں تیرنا نہیں آتا، وہ پانی میں قدم رکھتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ تیرنے والے بھی گھڑیال اور مگرمچھ کا خطرہ دل میں رکھتے ہیں۔ کسی کو بجلی کی کڑک سے خوف آتا ہے، کسی کو پہاڑوں پر اور کسی کو جنگل بیابان میں جانا ترساں و لرزاں کر دیتا ہے۔ غرض ایک انسان کی جان کو صدہا قسم کے خطرات لگے ہوئے ہیں۔

مگر صحیح علم کا حصول اور حقیقت کا پالینا اور خدا کی محبت میں غرق ہونا ایسی چیزیں ہیں، کہ انسان کے دل کو خوف وہراس سے پاک کر دیتی ہیں۔ جب ایک شخص کو ایک جنگل کا پورا اور صحیح علم ہے، تو وہ خطرات سے محفوظ جگہوں میں چل سکتا اور بے خوف رہ سکتا ہے۔ جس کے دل میں کسی امر کی حقیقت سما گئی ہے، وہ اس کے کہنے اور اختیار کرنے میں بے دھڑک ہو جاتا ہے، اور خدا کے عشق میں سرشار دل تو ہر قسم کے خطرات سے آزاد ہوتا ہے۔

بیرونی دشمنوں کے علاوہ کچھ خوف اور ہراس پیدا کرنے والی چیزیں انسان کے دل میں بھی ہوتی ہیں۔ ان میں سوسائٹی اور برادری کا خوف بڑا اثر رکھتا ہے۔ بہت سی ناپسندیدہ چیزیں انسان نہیں چھوڑ سکتا، کیونکہ برادری کے رسم ورواج کی پابندی اس کو الگ ہونے سے ڈراتی ہے۔ لیکن ان سب خوفوں میں اپنے مذہب یا دھرم کو بدلنے میں جو برادری اور

سوسائٹی کا خوف لاحق ہوتا ہے، وہ سب سے بڑا ہے۔ مذہب بدلتے ہوئے انسان کو سوسائٹی کے اعلیٰ ممبر سے لیکر ادنیٰ تک کا خوف ہوتا ہے۔ رشتہ داروں، پڑوسیوں، افسروں، ماتحتوں اور اپنے خادموں تک کی نکتہ چینی اور تعجب اور حقارت آمیز نگاہوں کا خوف بھیانک طور پر اس کے سامنے آتا ہے۔ اس کی مثال یوں ہے، کہ جیسے ایک خونخوار شیر کے پنجرے کے چاروں طرف انسان بے دھڑک پھرا کرتا ہے۔ ایک انسان اپنی برادری میں پُرامن زندگی بسر کررہا ہوتا ہے، مگر تبدیلی مذہب سے اس کی حالت ایسی ہی ہوجاتی ہے، کہ گویا چاروں طرف سے خونخوار شیروں کے پنجروں کے دروازے کُھل گئے، اور وہ ان کے نرغے میں آگیا۔ پس مذہب کی تبدیلی ایک انسان کے گردوپیش کے لوگوں کی نگاہیں خونخوار شیر کی آنکھوں سے بھی زیادہ خوفناک بنادیتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library

جہاں انسانوں میں یہ درندگی پائی جاتی ہے، وہاں اسی دنیا میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں، جو اس تمام خوف اور دشمنوں کی دشمنی سے لاپرواہ ہوکر خدا کی محبت اور مخلوق کی ہمدردی کا بیج درندوں کی دُنیا میں بوتے اور درندوں کو انسان بنادیتے ہیں۔ اور لطف یہ ہے، کہ جہاں یہ انسانی درندگی ہر جگہ پائی جاتی ہے، وہاں ہر ملک و قوم میں ایسے نیک اور دلیر قوم کی کایا پلٹ دینے والے بزرگ بھی ہوتے رہتے ہیں، جو صداقت اور مذہب کی بنیاد رکھے خدا کا پیغام بندوں کو پہونچاتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے متعلق کہا گیا ہے۔ ؎

کہ صادق بزدلے بنود وگر بیند قیامت را

حضرت ابراہیم، حضرت موسےٰ، حضرت عیسےٰ، حضرت کنفیوشس، حضرت زرتشت، گوتم بدھ، بھگوان رام چندرجی، حضرت کرشن، حضرت محمد مصطفٰےؐ، گورونانک، اور اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ایسے ہی لوگ گذرے ہیں، جو دنیا کے پیچھے نہیں چلے بلکہ انہوں نے دنیا کو اپنے پیچھے چلاکر نیکی کا راستہ دکھایا۔ اُس نیکی کا راستہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کو ملی۔ کسی نے ان کو نبی کہا، کسی نے اوتار، کسی نے خدا کا بیٹا، کسی نے گورو،

اور کسی نے اور ناموں سے ان کو پکارا۔ یہ سب دُنیا کو سدھارنیوالے، انسانی آتما کو پاپوں سے صاف کرنے والے، زمین کو روحانی بیماریوں سے پاک کرنے والے اور اپنے ہم جنسوں کو خدا کے زیادہ قریب کرنے والے گذرے ہیں، انہیں کے ذریعہ انسانی نفس نفسِ امارہ سے ترقی کر کے لوّامہ اور مطمئنّہ بن جاتا ہے۔ ان کی تعلیموں کو ماننے والے کہیں عیسائی، کہیں موسائی کہیں ہندو، اور کہیں مسلمان کہلاتے ہیں۔

ان مختلف مذاہب کی تاریخ اور لٹریچر کی میں نے خوب چھان بین کی، ہندوستان کی مختلف قوموں کے آرٹ اور مذہب اور سائنس کی کتابوں کو غور سے پڑھا، اور پڑھایا۔ اور کسی مذہب میں جو باتیں بیان کی جاتی ہیں، وہ موٹے طور پر دو قسم کی ہیں (۱) خدا کے ساتھ بندہ کا تعلق (۲) بندہ کا بندہ سے تعلق۔ ان دونوں قسم کی تعلیمات کو مدنظر رکھکر تمام مذاہب کا مقابلہ کرنے سے مجھ پر ظاہر ہوُا، کہ ان کو سب سے بہتر طور پر اسلام نے بیان کیا ہے۔ اسلامی تعلیمات انسان کی روحانیت کو ترقی دیتی، اس کو دنیا میں کامیابی حاصل کرنے میں مدد و معاون ہوتی، اور اس کی دنیاوی زندگی کو امن وچین سے بھر دیتی ہیں۔

مذہب کے دائرہ میں انسان کی خواہش خدا کے ساتھ اس قسم کا تعلق قائم کرنے کی ہوتی ہے، جو ایک چھوٹے بچہّ کو اپنی ماں کے ساتھ ہوتا ہے، ایک شیر خوار بچہّ کا اپنی ماں کے ساتھ رحم اور محبت کا تعلّق ہے۔ یہی رحم اور محبت کا تعلّق ہے، جس کی بدولت ایک نہایت کمزور بچہ پل اور پنپ کر جوان ہوجاتا ہے، اگر ماں کی صفتِ رحم نہ ہوتی، تو اس دُنیا میں ایک انسان بھی اپنے افعال کے ذریعہ سے کبھی بھی اپنی ماں کا دودھ نہ پی سکتا۔ اور اس طرح کوئی انسان بھی زندہ نہ رہ سکتا، اور دنیا کی وہ شکل نہ ہوتی، جو آج ہمارے سامنے ہے۔ اسی طرح خدا کا رحم ہی ہے، جس سے ساری دُنیا قائم ہے، اور اللہ تعالےٰ کی یہ صفت جس طرح اسلام نے بیان کی ہے، اور کسی مذہب نے بیان نہیں کی۔

بعض لوگ خدا کے رحم کو الگ کر کے دُنیا کے سلسلہ کی بنیاد انسانی اعمال پر رکھتے ہیں، اور اسی بناء پر تناسخ کا مسئلہ گھڑا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ دنیا کی ابتداء کا سوال بہت پیچیدہ ہے، اسی طرح انسان، حیوان، درند، پرند، غرضکہ دُنیا کی تمام چیزوں کی پیدائش، موت، اور فنا کے بعد کی حالت وغیرہ سب نہایت پیچیدہ سوالات ہیں، جن پر تفصیلی بحث کی یہاں گنجائش نہیں۔ لیکن مَیں اس جگہ تمدّنی اثر کے لحاظ سے مسئلۂ تناسخ کے متعلق ایک بات کہنی چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ میرے نزدیک مسئلۂ تناسخ کی تھیوری کی بنیاد مذہب کے دائرہ میں ٹھیک انہیں باتوں پر معلوم ہوتی ہے، جن پر سیاسی نقطۂ نگاہ سے دنیا میں سرمایہ داری کی بنیاد ہے۔ تناسخ کے قائل کہتے ہیں، کہ خدا کرموں کے پھل دیتا ہے، اور کرم کے مطابق مختلف قسم کی جُونیں ملتی ہیں۔ یعنی امیر اور غریب ہونا، راجہ اور رعیت ہونا، کارخانہ دار اور مزدور ہونا یہ سب کرموں کے پھل ہیں۔ ایسا کہنے والوں کا مطلب یہ تھا، کہ راجہ وغیرہ جس قسم کی زندگی بسر کر رہے ہیں، اس کے لئے دوسرا کوئی جدوجہد نہ کرے، اور گذشتہ جنم کی بات سوچکر اپنے کئے ہوئے کرموں اور اُن کے پھل کا خیال کر کے صابر و شاکر رہے۔ دراصل یہ ایک گورکھ دھندہ ہے، جس نے جاہل لوگوں کی جہالت کو قائم رکھکر پڑھے لکھے اور امیر لوگوں کو ایک خاص تسلّی حاصل کرنے کا موقعہ دیا ہے۔

حقیقت یہ ہے، کہ خدا قادر مطلق ہے، وہی رُوح کو اپنی اس شکل میں دنیا میں بھیجتا ہے، جس شکل میں دنیا اسے دیکھتی ہے۔ لوگ یہ تو کہتے ہیں کہ (۱) معلول بغیر عِلّت کے نہیں ہوتا، اور (۲) عِلّت مادی کی صفات معلول میں ہوتی ہیں، مگر اس مغالطہ پر نگاہ نہیں کرتے، جو ان اصول کے ساتھ موجود ہے۔

تناسخ کو ماننے والے سُکھ اور دُکھ کا خیال ساری مخلوق کے متعلق اپنے اوپر قیاس کر کے کرتے ہیں، یہ لوگ سکھی اور دکھی کا خیال کرتے وقت Anthropomorphism

کے شیشہ میں دُنیا کو دیکھتے ہیں، حالانکہ انسانوں کے سُکھ اور دُکھ پر جانوروں کے سُکھ اور دُکھ کا قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے، اور تناسخ کی بنیاد اسی باطل قیاس پر ہے۔

بچہ ماں کے پیٹ میں کہاں سے آتا ہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے یہ بات صاف صاف معلوم ہو جاتی ہے، کہ بچہ کی رُوح کیا ہے، اور کہاں سے اس کو وہ طاقت ملتی ہے، جسے ذی روح دُنیا (organic world) کی طاقت کہا جاتا ہے رحم میں بچہ کی ترقی اور اس کے نطفہ وغیرہ کا ذکر فزیالوجی کی کتابوں میں ملتا ہے، پروفیسر ڈبلیو، ڈی ہیلی برٹن اور پروفیسر گرے وغیرہ کی فزیالوجی اور اناٹومی وغیرہ پر کتابوں میں (ovam) اور (Spermatozoon) تک کے فوٹو دیئے گئے ہیں، اور جاندار چیزوں کی (cells) اور Proto-plasam اور Chromosomme وغیرہ لفظوں کے ساتھ آنے والی ان تمام باتوں کا جو ایک جاندار چیز میں ملتی ہیں، حقیقت دکھائی گئی ہے۔ ان سب کو دیکھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے، کہ آجتک کی سائنس کی تحقیق رُوح کی پیدائش کے بارے میں یہی بتا سکی ہے، کہ یہ زندگی کی طاقت اسی چیز میں پیدا ہو جاتی ہے، جس کو عوام بے جان کہتے ہیں۔

روح کی ایک صفت اپنی جنس کی ترقی کرنا ہے، اس کے جو جو طریقے ہمارے سامنے آتے ہیں، وہ ایک جیسے نہیں ہیں۔ Amaeba جیسے unicellulor حیوان جیسے وغیرہ کا جسم اتنا چھوٹا ہوتا ہے، کہ اُسے ہم خوردبین کی مدد کے بغیر نہیں دیکھ سکتے، وُہ اپنے اسی جسم سے کھاتا بھی ہے، پیتا بھی ہے اور اپنی جنس کو پیدا بھی کرتا ہے، اس کی جنس کی ترقی اس طریق سے نہیں ہوتی، جس طریق سے انسان یا گھوڑے وغیرہ کی، اس ننھے سے حیوان کا وہ نہایت ہی چھوٹا جسم ایک اصول کے مطابق ٹکڑے ہو جاتا ہے، اور اس طرح سے ٹوٹ کر ایک اور نیا حیوان پیدا کر دیتا ہے، یہ چھوٹے چھوٹے حیوان اسی طرح پھٹ کر اپنی جنس کی ترقی کرتے ہیں۔

گیندا یا گلاب کے پودوں کی چھوٹی چھوٹی ٹہنیاں کاٹ کر زمین میں گاڑ دی جاتی ہیں، اگر ان کو مناسب زمین مل جائے، اور پانی وغیرہ بھی ملتا ہے، تو ایک درخت سے کاٹ کر لگائی ہوئی یہ سب ٹہنیاں نئے درخت بن جاتی ہیں، ان سے کاٹ کاٹ کر آگے بھی اسی طرح کا سلسلہ جاری رکھا جا سکتا ہے۔

جب ہم ان (Amaebas) وغیرہ کی پیدائش اور گلاب و گیندا وغیرہ کی ٹہنیوں کو لگا کر نئے نئے پودوں کے پیدا ہونے کے سلسلہ کو دیکھتے ہیں، تو ماننا پڑتا ہے، کہ دو چیزوں کے جڑنے کے نتیجہ میں رُوح کے باہر سے گھسنے کا جو طریق تناسخ کے قائل بیان کرتے ہیں، وہ پیدائش کے مذکورہ بالا طریقوں میں قابلِ تسلیم نہیں ہے، اور قرآن شریف نے خدا کی قدرت سے رُوح کی پیدائش کا جو نظریہ پیش کیا ہے، وہی درست اور صحیح ہے۔

خدا رُوح اور مادہ کے متعلق قرآن شریف کی تعلیم مکمل اور تسلی بخش ہے، جب میں نے اللہ تعالےٰ کی صفات پر توجہ کی، تو مجھکو اور سارے طریقوں سے زیادہ سائنس کے مطابق اور زیادہ فلسفہ کے مطابق اور زیادہ عقل کے مطابق اور زیادہ آسان اور زیادہ صاف وہی باتیں معلوم ہوئیں، جن کو اسلام میں مانا جاتا ہے، اور اس لئے جب میں اس نتیجہ پر پہونچ گیا، تو میری خدا، روح اور مادہ کے بارے میں قرآن شریف کی تعلیمات کو مزید تلاش کرنے اور سمجھنے کی خواہش بڑھ گئی۔ اس بڑھی ہوئی خواہش کا نتیجہ یہ ہوا، کہ بعض مسائل جو ابھی اندھیرے میں تھے، صاف اور روشن ہو گئے۔ اگر میں ان سب کا ذکر کروں، تو ایک بڑی مبسوط کتاب تیار ہو جائے گی، جس کے لئے یہ موقعہ نہیں ہے، تاہم ان میں سے ایک دو باتیں اگر آ جائیں تو مناسب ہوگا۔ اور اس لئے صرف اشارہ کے طور پر اس کا کچھ ذکر کرتا ہوں۔

Digitized by Khilafat Library

ہم ایشور کو کیوں مانیں؟ یہ سوال اٹھا کر بہت سے لوگ ایسی جگہ پہونچ جاتے ہیں، جہاں پر دہریہ پہونچتے ہیں۔ میں دہریہ لوگوں کو خدا تعالےٰ کی ہستی منوانے کے لئے یہ طور

نہیں لکھ رہا ہوں، بلکہ میں خدا تعالےٰ پر ایمان رکھنے والے لوگوں کے سامنے اسلام کی پیش کردہ خدائی صفات پیش کرنا چاہتا ہوں، جو میرے اسلام کی طرف رجوع کرنے کی ایک اہم وجہ ہے۔

Digitized by Khilafat Library

بہت سے لوگ خدا پر ایمان رکھنے کا دعویٰ تو کرتے ہیں، لیکن ان کا خدا مٹی کے ڈھیلے سے زیادہ کوئی صفت اپنے اندر نہیں رکھتا۔ وہ اُسے کہتے تو قادرِ مطلق ہیں، مگر اُسے ایسا رُوپ دیتے ہیں، کہ گویا اس پر کسی نے مسمریزم کر رکھا ہے۔ یہ ایشور کی پُوجا کرنے کا وعظ تو کرتے ہیں، لیکن اس کی کوئی ایسی کشش پیش نہیں کرتے، جس سے بندہ کا دل اس کی طرف جھک سکے۔ جیسے مٹی کی گائے سے دودھ نہیں دوہا جاسکتا، اور نہ وہ بچہ جَن سکتی ہے، اسی طرح وہ ایشور بندہ کی خواہش پوری نہیں کرسکتا، جسے یہ لوگ پیش کرتے ہیں۔

میں نے ابھی ماں اور بچے کا ذکر کیا ہے، ماں کے رحم ہی سے بچہ پلتا اور بڑھتا ہے، اگر ماں کے اندر صفت رحم تو ہو، لیکن اُسے کام میں لاتے وقت وہ بچہ کی شیر خوارگی کو مدِنظر نہ رکھتے ہوئے اس پر محض اس کے افعال کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ کرے، تو بچہ کی حالت ایک ناقابلِ علاج مصیبت بن جائے گی۔ یہ ماں کا رحم ہی ہے، کہ وہ اس پر پیشاب پاخانہ بھی کرے، تب بھی وہ اُسے پاک صاف کرتی اور دودھ پلاتی ہے۔

بچہ کے قصوروں کو اگر ماں گننے لگے، اور کڑی نگاہ سے اسی طرح ان کو تولے جس طرح اس بچہ کی ماں کی دشمن کوئی دوسری عورت اس بچہ کی باتوں کو تول سکتی ہے، تو کیا ہوگا؟ مثلاً ماں کی گود میں بچہ ہے، ماں کے کپڑے صاف اور قیمتی ہیں، بنارسی ساڑھی سَو سوا سَو روپے کی پہن رکھی ہے، بچہ نے اس کی گود میں پہنچکر دودھ پینا شروع کر دیا، پیشاب آیا، اور کر دیا، ماں کے کپڑے بھیگ گئے، مگر ماں کو اس سے کسی طرح کی تکلیف یا رنج نہیں ہوا، تھوڑی ہی دیر میں اس نے پاخانہ بھی کر دیا، ماں کو اس سے بھی نہ تو افسوس ہوا، اور نہ رنج، لیکن اگر وہ بچہ اس کی دشمن عورت کی گود میں ہو، اور وہ اس کے قیمتی کپڑوں پر پاخانہ یا پیشاب کر دے،

تو اس کو اس سے کافی صدمہ پہونچیگا، اور وہ اسے ایک طرح اپنے لئے بُری بات اور بچہ کے حق میں قصور خیال کرے گی، اور اگر اس کا اختیار ہو تو وہ اُسے معاف نہ کرنے کا بھی ارادہ دل میں لائیگی۔

شیر خوار بچہ سے کچھ بڑی عمر کے بچے کھیل کود میں جب ایک دوسرے سے کبھی جھگڑ پڑتے ہیں، یا مارپیٹ کر بیٹھتے ہیں، تو ان بچوں کی مائیں آپس میں کبھی کبھی لڑنے لگ جاتی ہیں، اور ایسا بھی دیکھنے میں آتا ہے، کہ یہ ایک دوسرے کے بچوں کو مار بھی دیتی ہیں۔ یہاں پر ایک بچہ کی ماں دوسرے کی ماں سے اس لئے جھگڑتی ہے، کہ وہ اپنے بچہّ کو بے قصور اور قابلِ درگذر سمجھتی ہے، لیکن دوسری کے بچہّ کے قصور کو ایسا سمجھتی ہے، جس پر نہ تو رحم دکھایا جا سکتا ہے، اور نہ اُسے معاف کیا جا سکتا ہے۔ ایشور اپنے بندے کے ساتھ اگر یہی سلوک کرے جو ایک بچہّ کی ماں اپنے بچہّ سے نہیں بلکہ دوسری کے بچہ سے کرتی ہے، تو ایشور کی طرف کشش کی کوئی وجہ نہیں رہ جاتی۔

اگر قصوروار کو قصُور کی سزا ملنی ہی ہے، اور معافی مل ہی نہیں سکتی، تو کوئی کیوں معافی مانگے؟ جب ہمیں اپنے اچھے یا بُرے افعال کا نتیجہ بہرحال بھگتنا ہے، اور اس میں خدا کو بھی ردّ و بدل کرنے کا اختیار نہیں، جسے سروشکتیمان (قادرِ مطلق) کہا جاتا ہے، تو اس کے قادرِ مطلق ہونے سے ہمیں اپنی زندگی میں کوئی فائدہ پہونچ سکتا ہے، اور نہ وہ ہماری اصلاح کر سکتا ہے، نہ ہمارے ساتھ محبت کا سلوک کر سکتا ہے، اور نہ کوئی ایسی اور بات جو سگی ماں اپنے بچہّ سے ایسے موقعہ پر کرتی ہے، جس کا ذکر ابھی آچکا ہے۔ بس ہمارے ساتھ ہمارے افعال ہیں، تو پھر ایشور کی کیا ضرورت؟ اسی سے گھبرا کر سنسکرت کے ایک شاعر بھرت ری ہری نے کہا ہے:۔

"नमस्तत्कर्मभ्यो विधिरपि न येभ्यः प्रभवति"

نمستت کرم بھیو ویدھی رپی نہ ییے بھیاہ پربھوَتی۔ یعنی افعال کے آگے سر جھکاتا ہوں، بر ہمار (خدا) بھی تو ان افعال کے سامنے اپنی کوئی طاقت اور قدرت نہیں دکھا سکتا۔

یہی وہ جذبہ ہے، جس نے خدا کے ماننے والوں کو دہریہ بنا دیا۔ اگر کوئی خدا پر ایمان قائم رکھ سکتا ہے، تو صرف وہی رکھ سکتا ہے، جس نے اللہ تعالےٰ کے بارے میں قرآن شریف کی تعلیم دیکھی ہو، اور اس پر غور کیا ہو۔

Digitized by Khilafat Library

قرآن شریف نے جس خدا کو پیش کیا ہے، اس کی صفات سوتیلی ماں یا دشمن کی سی نہیں ہیں، بلکہ وہ سگی ماں کی صفات سے بھی ہزار گنا بڑھی ہوئی ہیں۔ خدا تعالےٰ میں رحمانیت ہے، اسی صفت کی وجہ سے ماں کی چھاتی میں بچہ کے پیدا ہونے کے ساتھ ہی دودھ آجاتا ہے، اور کچھ پہلے ہی دودھ

آتا ہوا معلوم کیا جا سکتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے اپنی اسی صفت رحمانیت سے ہماری ضرورت کو بغیر ہماری محنت اور کوشش کے پورا کرنے کا انتظام کر دیا ہے۔ پھر خدا تعالےٰ رحیم بھی ہے، اور اس صفت کے ماتحت وہ انسان کو اس کے فعل کا پھل دیتا ہے۔ بندے کی کوشش اور محنت کبھی رائگان نہیں جانے دیتا۔ جتنی اس کی کوشش اور محنت ہے، اس کے مطابق اُسے پھل ملتا ہے، لیکن ایشور کے رحم سے پھل عمل سے زیادہ بھی مل جاتا ہے۔

خدا تعالےٰ کے صفات سے معلوم ہوتا ہے، کہ وہ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ قدّوس۔ مہیمن۔ احدؔ۔ واحد وغیرہ بھی ہے۔ اور اس کی سب صفتوں پر نظر کرنے کے بعد جب بندہ یہ جانتا ہے، کہ وہ گناہوں کو معاف بھی کر سکتا ہے تو وہ اس کی عبادت کرنے لگتا ہے، یعنی اس کے حکم کو بجا لانے کی پوری کوشش کرتا ہے۔

ایشور سب جگہ ہے، اس لحاظ سے تو ہم اللہ تعالےٰ کے پاس ہیں ہی۔ مگر اس کے پاس پہونچنے کا اصل مطلب اور طریقہ ایک اور ہے، اور وہ یہ کہ ہم اس کی صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں، ہم ساری صفات کبھی بھی اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتے، اس لئے بالکل اس کی مانند تو ہم کبھی بھی نہیں ہو سکتے، لیکن اس کا قرب اس کے کچھ صفات کو اپنے اندر پیدا کر کے ایک نئے ڈھنگ سے پا سکتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library

ہندو شاستروں میں سارُوپیہ۔ سایوجیہ۔ سامیپیہ اور سالوکیہ کی شکلوں میں جو خدا تعالیٰ کو حاصل کرنے کا طریقہ بتایا ہے، ان میں جتنی بات قرآن شریف کے مطابق ہے، صرف اتنی ہی معقول ہے، اور اس کے سوا باقی دلائل کے سامنے نہ ٹھہرنے والی ہے۔

بودھوں کا روح اور مسئلہ تناسخ کے بارے میں عقیدہ اسلام کے مطابق ہے، شنکر کے مایہ واد کا وہ حصہ جس میں ایک برہم کے ذریعہ رُوح اور پیدائش عالم مانی گئی ہے، وہ سوائے قرآن شریف کے نظریہ کے اور کچھ نہیں ہے۔ ہاں اتنا میں مانتا ہوں، کہ کہنے کا ڈھنگ دوسرا رکھا ہے۔ ہندوؤں میں قرآن شریف کی باتیں ایک ایک دو دو لیکر بہت سے فرقے پیدا ہوئے ہیں، اور پورے ہندو دھرم کی اچھائی کو ہم چھانٹ لیں، تو قرآن شریف میں اس کو ڈھونڈ کر پا سکیں گے۔ ہندو فلاسفر شنکر نے مایہ واد کا سچا حصّہ تو قرآن شریف سے لیا، اور کچھ ایسی غلطیوں میں اُسے لاکر رکھا، کہ سارے کا سارا مطلب اندھیرے میں پڑ گیا۔ شنکر اچاریہ نے ادویتہ واد کی فلاسفی جو ہندوستان کے سب سے بڑے ویدانتی کی تحقیق کہی جاتی ہے، اس کی جڑھ قرآن شریف سے لی ہے، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کا زمانہ ۵۷۰ء سے لیکر ۶۳۲ء تک ہے، اور ہندوستان میں شنکر آچاریہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوئے۔ مالابار کے شہر کلاڈی میں شو گورو اور ستی دیوی کے ہاں شنکر کا جنم ہوا، چدولاس یتی، ساشٹر وامٹھ کے استادوں اور شاگردوں کی، نیز آجکل کے نو تعلیم یافتہ ہندو علماء کی آرا شنکر آچاریہ کی پیدائش کے بارے میں باہم مختلف ہیں۔ مغربی مصنّفین کے خیال کی رُو سے شنکر آچاریہ آنحضرتؐ کے ۵۴ سال یا ۱۵۹ سال بعد ہوئے، کیونکہ شنکر آچاریہ کا زمانہ ۶۸۶ء یا ۷۵۱ء کہا جاتا ہے، شنکر آچاریہ کے خیال کے مطابق برہما ادویتہ واد اور ایک ہی برہما کیسے رُوح اور مادہ کو پیدا کر دیتا ہے، اس نظریہ پر قرآن شریف کا اثر پڑا ہے۔ ہاں کچھ تھوڑے سے الفاظ کا ہیر پھیر ہے، جیسے (۱) مایہ (۲) اوِدیہ۔ (۳) کارنو پادہ (۴) کاریو پادہ (۵) وِدَرت (۶) وکشیپ شکتی (۷) آوَرن شکتی (۸) انروچینی شکتی یا انروچینی خیات وغیرہ ایسے الفاظ رکھدیئے گئے ہیں، جن سے کچھ لوگ اس کو ویدانت کی بات سمجھنے لگتے ہیں۔ (باقی)

Digitized by Khilafat Library

بشارات رحمانیہ

اس کتاب میں صدق سلسلہ احمدیہ۔ کشوف و رُؤیا کے ذریعہ دکھایا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ہدایت کے مختلف طریقے رکھے ہیں، ہر مذاق اور طبیعت کا شخص اپنی فطرت کے مطابق راہِ حق پاتا ہے۔ پس ایک بہت بڑے گروہ کے لئے یہ کتاب ہدایت کا موجب ہوسکتی ہے۔ چاہئے کہ اس کی خوب اشاعت کی جائے، اس میں وہ رؤیاء وکشوف درج ہیں، جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور لوگوں نے پیش کئے، اور آپ نے وہ شائع فرمادیئے، اور اس کے علاوہ جو خواب اخبارات سلسلہ میں اُس وقت یا بعد میں چھپے، وہ بھی درج ہیں اور مؤلف صاحب نے خود بھی کچھ ذخیرہ مختلف ذرائع سے حاصل کیا ہے۔ جزو دوم میں خلافتِ اُولیٰ وخلافتِ ثانیہ کے متعلق بھی رؤیاء وکشوف جمع کر دیئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے علاوہ خلفاء کرام کی تصاویر بھی دیدی ہیں، تا حلیہ سے نشانِ صداقت مل سکے۔

غرض یہ اچھا خاصہ مجموعہ رسالہ تعبیر الرؤیاء اور بعض فضلاء کے تائیدی مضامین کے ساتھ مل ملا کر مرتب ہو گیا ہے، اور اُسے خلافت جوبلی کی یادگار میں شائع کیا گیا ہے۔ کاغذ اچھا ہے، اور لکھائی چھپوائی بھی خاصی ہے۔ حجم قریبًا پونے چار سو صفحے ۲۰×۲۶/۸ تقطیع۔ قیمت مجلد عہ

ملنے کا پتہ:۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب مبشّر۔ قادیان

وصیتیں

نمبر ۵۵۴۸:۔ منکہ سید محمد ناصر شاہ ولد حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب قوم سید گیلانی پیشہ ملازمت عمر تقریبًا ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱/۱/۴۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد کوئی نہیں، کیونکہ میرے والد ماجد بزرگوارم بفضلہ تعالیٰ زندہ ہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمدنی مبلغ پندرہ روپے ماہوار ہے۔ میں اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اگر میرے مرنیکے بعد کوئی اور جائداد ثابت ہو، تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ خاکسار سید محمد ناصر شاہ کارکن دفتر بہشتی مقبرہ قادیان۔ گواہ شد:۔ جلال الدین۔ ایمنی کارکن محکمہ دار القضاء سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان۔ گواہ شد:۔ عطا محمد محرر بہشتی مقبرہ قادیان۔

Digitized by Khilafat Library

نمبر ۵۵۴۹:۔ میں زینب بی بی زوجہ محمد ابراہیم قوم شیخ پیشہ امور خانہ داری عمر تقریبًا ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۶ء ساکن بنگہ ڈاکخانہ بنگہ تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ فروری ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری جائداد حسب ذیل ہے مہر مبلغ ۳۲ روپیہ صرف اور ایک راس بھینس قیمتی مبلغ ستر روپیہ صرف کل مبلغ یکصد دو ۱۰۲ روپیہ ہوئے۔ لہذا میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان کرتی ہوں۔ نیز بوقت وفات اگر اسکے علاوہ میری کوئی اور جائداد ثابت ہو، تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان ہوگی۔ والسلام الامتہ:۔ نشان انگوٹھا زینب بی بی مذکور۔ گواہ شد:۔ محمد ابراہیم بقلم خود خاوند موصیہ۔ گواہ شد: محمد دین سیکرٹری وصایا انجمن احمدیہ بنگہ بقلم خود۔ گواہ شد:۔ احقر فضل الدین احمدی بنگوی عفی عنہ سیکرٹری انجمن احمدیہ بنگہ ۲۵ فروری ۱۹۳۷ء۔

نمبر ۵۵۵۰:۔ میں محمد ابراہیم ولد اللہ دتا قوم شیخ پیشہ دکانداری عمر تقریبًا ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۵ء ساکن بنگہ ڈاکخانہ بنگہ ضلع جالندھر صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲ محرم الحرام ۱۳۵۹ھ (۱۱ فروری ۱۹۴۰ء) حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ اس وقت میری کوئی جائداد نہیں، اور میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ تقریبًا بارہ ۱۲/-/- روپیہ ماہوار ہے لہذا میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان کرتا ہوں اور میں حصہ آمد انشاء اللہ تعالیٰ ماہوار ادا کرتا رہونگا۔ اگر بفضل خدا آمدنی زیادہ ہوئی۔ تو بھی ۱/۱۰ حصہ کے حساب سے ادا کرتا رہونگا۔ نیز اگر بوقت وفات میری کوئی بھی جائداد

ثابت ہو، تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان ہوگی۔ والسّلام
العبد:۔ محمد ابراہیم احمدی بقلم خود۔ گواہ شد:۔ جلال الدین امینی کارکن محکمہ دارالقضاء سلسلہ عالیہ احمدیہ
قادیان حال بنگہ ضلع جالندھر ۱۱؍ ماہ تبلیغ ۱۳۱۹ھش۔ گواہ شد:۔ احقر فضل الدین احمدی بنگوی عفی عنہ
سیکرٹری انجمن احمدیہ بنگہ ضلع جالندھر ۱۱؍ تبلیغ ۱۳۱۹ھش ۱۱؍ فروری ۱۹۴۰ء۔

نمبر ۵۵۲۵:۔ میں شریف احمد امینی مولوی فاضل ولد سیٹھ محمد ابراہیم صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت
عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن بنگہ۔ ڈاکخانہ بنگہ ضلع جالندھر صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و
اکراہ آج بتاریخ ۵؍ جنوری ۱۹۴۰ء جمعۃ المبارک حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی غیر
منقولہ جائداد نہیں ہے، کیونکہ بفضل خدا میرے والدین زندہ موجود ہیں۔ میرا گذارہ ماہوار آمدن پر ہے
جو کہ بصورت ملازمت مبلغ ۲۶/- ماہوار اور الاؤنس مبلغ -/۵/۱ روپیہ ماہوار کل مبلغ ۳۱/- ماہوار ملتے
ہیں۔ لہٰذا میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں۔ جو کہ انشاء اللہ باقاعدہ ماہوار ادا کرتا
رہونگا۔ نیز بوقت وفات اگر اس کے علاوہ میری کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر
انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نوٹ:۔ خاکسار کی یہ ملازمت عارضی ہے۔ کمی وبیشی ہونے کی صورت میں دفتر
کو باقاعدہ اطلاع دی جایا کرے گی۔ العبد:۔ احقر شریف احمد امینی مولوی فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ
قادیان دارالامان بقلم خود ۵/۱/۴۰۔ گواہ شد:۔ غلام حیدر بی۔اے مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان ۵/۱/۴۰
گواہ شد:۔ احقر فضل الدین احمدی بنگوی عفی عنہ سیکرٹری انجمن احمدیہ بنگہ ضلع جالندھر نزیل قادیان

نمبر ۵۵۱۷:۔ منکہ مریم بی بی زوجہ اللہ بخش صاحب قوم راجپوت عمر ۳۸ سال پیدائشی احمدی ساکن
گوجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳۰/۱۲/۳۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری
جائداد اس وقت چند زیورات ہیں جنکی مالیت -/۱۶۰ روپے ہے۔ کانٹے تین تولہ قیمت -/۱۲۰ روپے۔
چھوٹے کانٹے ۶ ماشہ قیمت ۲۰ روپے، مندری ۶ ماشہ قیمت ۲۰ روپے، جس کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن
قادیان کرتی ہوں۔ مہر مبلغ ۲۵ روپے خاوند سے وصول کر لیا ہے۔ اگر میرے مرنیکے بعد جائداد ثابت
ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں جس کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اسکے علاوہ
۸؍ ماہوار چندہ حصہ وصیت ادا کرتی رہوں گی۔ انشاء اللہ۔ الامۃ:۔ مریم بی بی۔ گواہ شد:۔ اللہ بخش
سب پوسٹ ماسٹر حضرو ضلع کیمبل پور۔ گواہ شد:۔ مرزا محمد حسین سیکرٹری وصایا محلہ دارالرحمت۔

نمبر ۵۳۴۹:۔ منکہ اللہ دتا ولد میراں بخش قوم جھیور پیشہ ماشکی عمر ۸۰ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۲ء
ساکن ننگل باغباناں ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۶/۲/۳۹

حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد کل اس وقت ایک صد روپیہ منقولہ ہے، میں اس کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور آئندہ اقرار کرتا ہوں، کہ میری جسقدر ماہوار آمد ہوگی اسکا ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ ادا کرتا رہونگا۔ اور میرے مرنے پر جس قدر جائداد میری منقولہ وغیر منقولہ ثابت ہو۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وارث صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ نشان انگوٹھا اللہ دتا گواہ شد:۔ مرزا مہتاب بیگ قادیان۔ گواہ شد:۔ علم دین سائیکل ورکس ننگل باغباناں۔

نمبر ۵۵۳۰:۔ منکہ بقاء اللہ ولد عنایت اللہ قوم انصاری پیشہ ملازمت عمر ۵۸ سال تاریخ بیعت سنہ ۱۹۰۳ء ساکن بھوپال محلہ بیرونی بدھوارہ ریاست بھوپال سی۔ پی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۳۱ / ۱۲ / ۳۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میری اس وقت جائداد غیر منقولہ بصورت مشترکہ باغ ومکان واقعہ قصبہ چاند پور ضلع بجنور یو۔پی میں قیمتی -/۳۰۰ روپے ہے۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان یعنی -/۳۰ روپے کی کرتا ہوں۔ میں اس رقم کو اپنی زندگی میں انشاء اللہ جلد ادا کردونگا۔ (۲) اس وقت میری -/۸/۳۷ ماہوار پنشن ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت -/۱۲/۳ روپے ادائیگی کی وصیت کرتا ہوں جو کہ ہر ماہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ (۳) کمیٹی دارالشکر قادیان میں میرا -/۵۰۰ روپیہ جمع ہے۔ اور ۱۰؎ روپے ماہوار مزید جمع ہوتا رہے گا الا کے (۱۲۰۰) جمع ہونے پر مکان بنا کر اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ نیز اس کے علاوہ بوقت میرے مرنیکے کوئی مزید جائداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:۔ بقاء اللہ۔ گواہ شد:۔ غلام حسن لائبریرین بقلم خود۔ گواہ شد:۔ محمد عطاء الرحمٰن سول انجینئر۔

Digitized by Khilafat Library

نمبر ۵۵۳۷:۔ منکہ محمد ادریس ولد مولوی محمد یوسف صاحب مرحوم قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۴۶ سال پیدائشی احمدی ساکن سنور ریاست پٹیالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۳۰ / ۱۲ / ۳۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ ایک عدد مکان رہائشی پختہ وخام محلہ تمبوان سنور جس میں میرا حصہ ۱/۳ اور اراضی مزروعہ وبنجر قریباً دس بیگھہ خام۔ ہر دو (مکان وزمین) کی قیمت پانصد روپیہ کے قریب ہے۔ لیکن میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت ۵۵؎ ماہوار ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ ماہ بماہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرتا رہونگا۔ نیز جائیداد غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان میری وفات کے بعد مالک متصور ہوگی۔ اگر اس کے علاوہ میرے مرنے پر کوئی اور جائداد ثابت ہو، تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی اگر میری جائداد کے کسی حصہ کی قیمت اپنی زندگی میں ادا کر دوں تو وہ منہا کی جائیگی۔ العبد:۔ جمعدار محمد ادریس پٹیالہ ٹرانسپورٹ ٹرین پٹیالہ۔

عبدالرحمٰن یحییٰ بحروف انگریزی۔ گواہ شد:۔ محمد تقی احمدی ریٹائرڈ مدرسس سنّور۔

نمبر ۵۵۲۴:۔ منکہ سیّدہ رقیہ بیگم زوجہ سید غلام مصطفےٰ صاحب قوم سیّد عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن موضع ادرین ڈاکخانہ کجرا ضلع مونگھیر صوبہ بہار بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳؍ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں، میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے:۔ (ا) حقیت ملکیت چند توزیعات مع اراضیات بکاشت واقع مواضعات ادرین وادرین محمد پور پرگنہ سورج گڑھ ضلع مونگھیر جس کی قیمت بحالت موجودہ مبلغ -/۱۹۰۰ روپیہ تخمیناً ہے (ب) مبلغ -/۳۱۰۰ بابت دین مہر منمقرہ کا بذمہ شوہر سیّد غلام مصطفےٰ صاحب احمدی کے باقی ہے (ج) مبلغ -/۹۷۲ روپے بابت دین مہر والدہ مرحومہ منمقرہ سیّد وزارت حسین صاحب احمدی کے منمقرہ کا واجب الادا ہے۔ (د) چھ گٹھہ اراضی بھیٹھ واقع موضع ادرین پرگنہ سورج گڑھ ضلع مونگھیر جو منمقرہ نے باسم فرضی اپنے شوہر سید غلام مصطفےٰ کے سید لطافت حسین عرف شمس الدین صاحب احمدی سے خاص اپنے روپیہ سے خرید کیا ہے، جس کی مالیت -/۴۰۰ روپیہ تخمیناً ہے۔ حسب صراحت بالا جملہ مالیت منمقرہ جائداد کی تخمیناً مبلغ -/۶۳۷۲ روپے ہوتی ہے منمقرہ بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتی ہوں۔ کہ بوقت وفات جو میری خالص جائداد ثابت و قائم ہو، اسکے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں، تو اسی قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ آئندہ جو کچھ کمی و بیشی مالیت جائداد کے کسی طور پر ہوگی اس کی اطلاع حسب موقع منمقرہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں دیتے رہنے کی حتی الوسع کوشش کرے گی۔ فقط۔

مکرر یہ کہ علاوہ جائداد مذکورہ بالا کے ایک ہار موتی و ایک جوڑا اپرنگ طلائی و دو عدد انگوٹھی طلائی میری مستعملہ ہے۔ جن کی قیمت تخمیناً مبلغ ۱۵۰ روپے ہیں۔

الامتہ:۔ سیدہ رقیہ بیگم بقلم خاص موصیہ۔

گواہ شد:۔ سید وزارت حسین والد موصیہ

گواہ شد:۔ سید منصور احمد ساکن ادرین:

Digitized by Khilafat Library

مفرح یاقوتی

Digitized by Khilafat Library

یہ مرد و عورت کے لئے تریاقی نہایت تفریح بخش دل کو ہر وقت خوش رکھنے والی دماغی قلبی اور عصبی کمزوری کے لئے ایک لاثانی دوا ہے۔ اس سے اولاد کی کثرت ہوتی ہے۔ زندگی کی رُوح اور جوانی کی جان ہے۔ آج ہی استعمال کر کے لطف زندگی اٹھائیے۔ عورتوں اور مردوں کے پوشیدہ امراض کے لئے اکسیر چیز ہے۔ حمل میں استعمال کرنے سے بچہ نہایت تندرست اور ذہین پیدا ہوتا ہے، اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے لڑکا ہی پیدا ہوتا ہے۔ اس کی پانچ روپے قیمت سُنکر نہ گھبرائیے۔ نہایت ہی مقوی اور نہایت عجیب الاثر تریاقی مفرح اجزاء مثلاً سونا، عنبر، موتی، کستوری، جدوار اصل یاقوت مرجان کہربا زعفران ابریشم مقرض کی کیمیاوی ترکیب انگور سیب وغیرہ میوہ جات کا رس مفرح ادویات کی رُوح نکال کر بنایا جاتا ہے۔ تمام مشہور حکیموں اور ڈاکٹروں کی مصدقہ دوائی ہے۔ علاوہ اس کے ہندوستان کے رؤسا۔ امراء و معززین حضرات کے بیشمار سرٹیفیکیٹ مفرح یاقوتی کی تعریف و توصیف کے موجود ہیں۔ چالیس سال سے زیادہ مشہور اور ہر اہل و عیال والے گھر میں رکھنے والی چیز ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ اور تمام اکابرین ملّتِ احمدیہ اس کے عجیب الفوائد اثرات کا اعتراف کرتے ہیں۔ اس کے اندر کوئی زہریلی اور منشّی دوا شامل نہیں ہے۔ دُنیا بھر میں وہ انسان مفرح یاقوتی استعمال کرتے ہیں جو کمزوری وغیرہ پر فتح حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور جن کو جوانی میں خاص زندگی سے لطف اندوز ہونے کی آرزو ہے۔ مفرح یاقوتی بہت جلد اور یقینی طور پر پٹھوں اور اعصاب کو قوت دیتی ہے۔ عورت اور مرد اپنی طاقت اور جوانی کو اس کے ذریعہ سے قائم رکھ سکتے ہیں۔ تمام مفرحات مقویات اور تریاقات کی سرتاج ہے۔ پانچ تولہ کی ایک ڈبیہ صرف پانچ روپے میں ایک ماہ کی خوراک۔

دواخانہ ہمدم عیسےٰ حکیم محمد حسین بیرون دہلی دروازہ لاہور سے طلب کریں۔

حضرت میرزا بشیر احمد صاحب کی تازہ تصنیف

(یعنی)

کتاب سیرۃ المہدی حصہ سوم جس کی مدت سے انتظار تھی شائع ہوگئی ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ پر روشنی ڈالی گئی ہے اور حضور کی زندگی کے واقعات معتبر راویوں کی زبان سے بیان کئے گئے ہیں۔ بعض نہایت پیچیدہ مسائل کا عمدگی سے حل کیا گیا ہے۔ ہر احمدی کے پاس اس کتاب کا ہونا ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عملی نمونہ سے جو اس میں بیان کیا گیا ہے ایمان تازہ ہوتا ہے۔ غیر از جماعت اصحاب کو دینے کے لئے نہایت اچھا تبلیغی تحفہ ہے۔ یہ کتاب رسالہ ریویو کے سائز پر ۳۱۲ صفحوں کی ہے۔ کاغذ عمدہ لکھائی چھپائی اعلیٰ۔ قیمت باوجود گرانی کے فی نسخہ مجلد کی صرف ایک روپیہ ہے۔

Digitized by Khilafat Library

پیشوایان مذاہب نمبر

رسالہ ریویو اُردو کے پیشوایان مذاہب نمبر کے کچھ نسخے برائے فروخت موجود ہیں۔ اسمیں مہاتما بدھ، کنفیوشس، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسےٰؑ، حضرت کرشنؑ اور حضرت باوانانکؒ کی زندگیوں اور تعلیمات پر نہایت محققانہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس رسالہ کو تمام حلقوں میں نہایت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ پانچ آنے کے ٹکٹ بھیجکر طلب فرمائیں۔

خلافت جوبلی نمبر

رسالہ ریویو اُردو کے خلافت جوبلی نمبر میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زندگی اور آپ کے پچیس سالہ عہد خلافت میں جماعت احمدیہ کی ترقی پر نہایت عالمانہ اور تحقیقی مضامین ہیں۔

چار آنے کے ٹکٹ بھیجکر طلب فرمائیں

ملنے کا پتہ: مینجر رسالہ ریویو۔ اُردو۔ قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

تفسیر سروری

Digitized by Khilafat Library

یعنی

جماعت احمدیہ کے مفسر قرآن حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کی وہ تفسیر القرآن جو رسالہ ریویو اُردو میں چھپتی رہی ہے، اسکی چند گنتی کی جلدیں برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں۔ یہ تفسیر شروع سے آٹھویں پارے تک کی ہے مگر درحقیقت اس میں سارے قرآن مجید کے مشکل مقامات حل کئے گئے ہیں۔ یہ نہایت عام فہم تفسیر ہے اسکے پڑھنے سے حسب استعداد تفسیر القرآن کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔ رسالہ ریویو کے سائز پر اسکے کُل دو ہزار صفحے ہیں۔ پہلے اس کی قیمت پندرہ روپے تھی۔ مگر اب بعض فوری ضروریات کی وجہ سے اس کی رعایتی قیمت صرف چھ روپے رکھی گئی ہے۔ آج ہی قیمت بذریعہ منی آرڈر بنام مینیجر رسالہ ریویو (اردو) ارسال فرما کر اپنے لئے ایک جلد محفوظ کرالیں۔ بعد میں یہ بیش بہا خزانہ کسی قیمت پر بھی نہ مل سکے گا۔

ملنے کا پتہ

مینیجر رسالہ ریویو۔ اُردو۔ قادیان

(ایڈیٹر پرنٹر پبلشر [illegible] سے شائع کیا)